

”ناسخ کا غیر مطبوعہ کلام“

مرتبہ

ڈاکٹر ظفر اقبال

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر ظفر اقبال :

مقدمہ

شیخ امام بخش ناسخ قیاماً سنہ ۱۱۸۶ھ کے قریب فیض آباد میں بعہد شجاع الدولہ پیدا ہوئے۔ چونکہ ان کے والد شیخ خدا بخش بسلسلہ تجارت لکھنؤ منتقل ہو گئے تھے لہذا ان کی تعلیم و تربیت بھی لکھنؤ میں ہوئی۔ تقریباً بیس برس کی عمر میں شاعری شروع کی۔ ناسخ کے لکھنؤ کے اسراء و روسا اور صاحبانِ اقتدار سے خاص مراسم تھے، اسی لیے لوگوں میں مرزا حاجی قمر، مرزا جعفر، محسن الدولہ، معتمد الدولہ اور روشن الدولہ وغیرہ نمایاں ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی انگلیاں لکھنؤ کی درباری سیاست کی نبضوں پر رھتی تھیں اور سیاست کے بچ و خم کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا اقتدار و زوال بھی ہوتا رہتا تھا۔ ان زعماء سے وابستگی نے ناسخ کی طبیعت میں بھی کی چٹنک پیدا کردی اور وہ بھی سیاسی معرکہ آرائیوں میں شریک ہو کر اچھے اور برے وقت سے دو چار ہوتے رہے۔ اس ضمن میں دو مرتبہ لکھنؤ سے فرار ہونا پڑا، ایک مرتبہ تو چھ برس کی جلاوطنی کی زندگی بسر کی، ایسے ہی معاملات کی وجہ سے سنہ ۱۲۳۵ھ میں قتل ہوتے ہوئے بچے۔ ناسخ کو تمام عمر مالی فراغت حاصل رہی جس کے اثرات ان کی شاعری پر بھی مرتب ہوئے۔ ناسخ نے ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۲۵۴ھ کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کے منظوم آثار درج ذیل ہیں۔

۱۔ ”مثنوی ناسخ“:

یہ مثنوی حضرت علی رضہ کے فضائل کے بیان میں ہے۔ اس مثنوی کو حبیب اللہ غضنفر نے مرتب کر کے کتابستان، الہ آباد سے سنہ ۱۹۳۱ء میں ’مثنوی ناسخ‘ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔

۲۔ ”سراج نظم“:

اس مثنوی کا موضوع اردو نظم میں حدیث مفضل کا ترجمہ اور خلاصہ بیان کرنا ہے۔ ۲۔ ناسخ کی یہ مثنوی ان کے دور آخر کی یادگار ہے۔ ۹۱ صفحات پر مشتمل یہ مثنوی ۱۹۶۵ء میں لکھنؤ سے طبع ہوئی ”سراج نظم“ تاریخی نام ہے جس سے اس کا سال تکمیل ۱۲۵۴ھ برآمد ہوتا ہے۔

۳۔ ”مثنوی شہادت نامہ آل نبی“:

یہ مثنوی جیسا کہ اس کے عنوان ہے ظاہر ہے حضرت حسین رضہ کی شہادت کے واقعات کے بیان میں ہے۔ یہ مثنوی پہلی مرتبہ مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۸۷۶ء میں طبع ہوئی ۳۔ ناسخ سے اس مثنوی کا انتساب مشکوک ہے کیونکہ اس کے انتساب کا واحد ذریعہ خاتمہ الطبع کی مندرجہ ذیل عبارت ہے جو کار پردازانہ مطبعہ نولکشور نے اس مثنوی کے آخر میں شامل کی ہے:

”بعد حمد ایزد جل و علا اور محمدت جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ہو کہ نسخہ بہتر کہ مقبول قلبی شہادت نامہ آل نبی مشعر حالات شہادت خاص آل عبا علیہ التحیۃ والثناء تالیف لطیف زبان دان اردو سبحانہ لکھنؤ استاد راسخ، شیخ امام بخش ناسخ، مطبع فیض منبع جناب منشی نولکشور واقع شہر کانپور میں بہار مئی ۱۸۷۶ء عیسوی طبع ہوا“۔

(۴۱۷)

”شہادت نام آل نبی“ کے آغاز، درمیان یا اختتام میں نہ تو کوئی شعر ایسا ہے اور نہ کسی شعر سے ایسا مستنبط ہوتا ہے جس کی بنیاد پر ناسخ کو اس مثنوی کا ناظم قرار دیا جا سکے۔ ڈاکٹر شبیب الحسن نونہروی نے مختلف دلائل سے اس مثنوی کو ناسخ ہی کی تخلیق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کسی بھی دلیل کو حتمی نہ سمجھتے ہوئے ایک موہوم شک کی بناء پر لکھتے ہیں: ”اگر یہ واقعی ناسخ کا کلام ہے تو اس کا تعلق ان کے ابتدائی عہد ہی سے ممکن ہے۔ اس ضمن میں چند باتیں قابل غور ہیں:

۱۔ یہ بات متحقق ہے کہ ناسخ ابتدائی عہد میں منی العقیدہ تھے اور بعد میں تبدیلی عقیده کر کے شیعیت کے پیروکار بنے۔ زہر بحث مثنوی میں واضح طور پر ان عقائد و جذبات کا اظہار کیا گیا ہے جو صرف اہل تشیع سے مخصوص ہیں۔ اگر یہ مثنوی ان کے ابتدائی عہد کا کارنامہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے ہی عقائد کے برخلاف نظریات و خیالات کو نظم کر لے؟

۲۔ ناسخ ان چند خوش نصیب شاعروں میں سے ہیں جن کے دواوین و کلیات کے بکثرت قلمی نسخے پاک و ہند کے علاوہ یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ناسخ کے دواوین و کلیات کے بیشتر قلمی نسخے راقم کی نظر سے گزرے ہیں اور بقیہ قلمی نسخوں کی بابت ”قلمی نسخوں کی فہرستوں“ سے معلومات حاصل کی گئیں، لیکن ابھی تک ان کے دیوان و کلیات کے کسی بھی قلمی نسخے میں اس مثنوی کو نہیں پایا گیا۔ لہذا جب تک کوئی حتمی ثبوت

(۳۱۸)

دستیاب نہ ہو : ہمیں ”شہادت نامہ آل نبی“ کو تصنیف ناسخ سمجھنے میں شامل رہے گا۔

۴۔ معراج نامہ :

یہ مثنوی واقعہ معراج کے بیان پر مشتمل ہے۔ رشید حسن خاں اس مثنوی کو متعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: ”سنہ ۱۲۵۹ھ میں لکھے گئے اس مخطوط کا متن بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اشعار کی تعداد تین سو پینتالیس ہے اور اکتیس عنوانات ہیں۔ اس میں کوئی ایسی مختلف فیہ روایات موجود نہیں جو سنی مآخذ کے خلاف اور شیعہ مآخذ کے مطابق ہو، شروع میں نعتیہ اشعار کے بعد خلفائے اربعہ کی مدح بھی موجود ہے۔“ رشید حسن خاں نے اس مثنوی کا انتخاب بھی شایع کر دیا ہے۔ اس مثنوی کے موضوع و اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ان کے اس عہد کی یادگار ہے جب وہ اپنے اسلاف کے مذہب یعنی اہل سنت والجماعت پر قائم تھے۔

ان مثنویوں کے علاوہ ایک مثنوی ”مولد رسول مختار“ اور رسالہ ”قافیہ“ بھی ان سے منسوب ہیں لیکن دونوں چیزیں ہنوز دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔۶

ناسخ کے چار دیوان ہیں جن کی اجمالی کیفیت درج ذیل ہے :

دیوان اول :

ناسخ کے پہلے دیوان کا نام ”دیوان ناسخ“ ہے یہ تاریخی نام ہے جس سے یہ قاعدہ زبر و بینات سال ترتیب سنہ ۱۲۳۲ھ برآمد ہوتا ہے۔۷

دیوان دوم :

ناسخ کے دوسرے دیوان کا نام تاریخی ”دفتر پریشان“ ہے جس سے اس کا سال ترتیب سنہ ۱۲۴۷ھ برآمد ہوتا ہے۔۸

دیوان سوم:

ناسخ کے تیسرے دیوان کا تاریخی نام ”دفتر شعر“ ہے جس سے اس کا سال ترتیب سنہ ۱۲۵۴ھ پرآمد ہوتا ہے۔ ۹۰ ناسخ کا تیسرا دیوان علیحدہ صورت میں یکجا ہو کر کبھی شائع نہیں ہوا۔ ۱۰۰ آغاز سے ۱۹۲۳ء تک کی طباعتوں میں دیوان سوم، دیوان دوم کے حاشیوں پر شایع ہوا ہے دیوان دوم کے متعدد قلمی نسخے دستیاب ہیں اور بقول ڈاکٹر گیان چند ”اب صورتحال یہ ہے کہ مطلوبہ دیوان دوم میں دیوان اول (۱۲۳۲ء) کے بعد سے وفات ناسخ تک کا سارا کلام جمع ہے۔ دیوان دوم کے جو قلمی نسخے ملتے ہیں ان میں سے بعض میں مطبوعہ دیوان سے کچھ کم کلام ملتا ہے یعنی وہ ۱۲۳۱ء اور ۱۲۵۴ء کے درمیان جس سال میں لکھے گئے لامحالہ ان میں اس سال تک کا کلام لئے لیا گیا تھا، جس کسی محقق کو ایسا کوئی نسخہ ملتا ہے وہ دعویٰ کر دیتا ہے کہ اس کے نسخہ دیوان دوم کے کلام کو متد اول دیوان دوم سے منہا کر دیا جائے تو بقیہ دیوان سوم رہ جائے گا۔ ۱۱۰ دیوان سوم کے علیحدہ صورت میں طبع نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس زمانے میں کسی دیوان کی تکمیل کے لیے یہ ایک ضروری شرط تھی کہ اس میں ہر حرف کی ردیف میں غزلیں موجود ہوں۔ غالباً ناسخ کی غزلوں کا یہ آخری مجموعہ اس اعتبار سے مکمل دیوان نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ اور شاید یہی سبب تھا کہ اس مجموعے کو علیحدہ مستقل دیوان کی صورت میں شایع کرنا مناسب نہ معلوم ہوا اور جن ردیفوں کی غزلیں اس میں موجود تھیں وہ دوسرے دیوان کی ان ہی ردیفوں میں شامل کر دی گئیں۔ ۱۲

(۴۲۰)

دیوان چہارم :

ناسخ کے فارسی کلام پر مشتمل مجموعے کو ان کا دیوان چہارم قرار دیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ ہم کلیاتِ ناسخ کے جس قلمی نسخے کے بارے میں بحث کرنا چاہتے ہیں (تفصیل آگے آتی ہے) اس میں ناسخ کا فارسی دیوان علیحدہ صورت میں یکجا ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ ان کے غیر مطبوع فارسی کلام پر مشتمل مجموعے کو دیوان چہارم قرار نہ دیا جائے۔

ناسخ، دبستان لکھنؤ کے چند بڑے ناموں میں سے ایک ہیں، لیکن یہ بھی کیسی متم ظریفی ہے کہ آج تک ان کا کلیاتِ اصول تدوین کے تقاضوں کے مطابق مرتب نہ کیا جاسکا۔ ۱۹۸۷ء میں لاہور کے ایک مشہور اشاعتی ادارے نے ایک فاضل کو کلیاتِ ناسخ کی تدوین کا کام سپرد کیا، لیکن افسوس کہ یہ کام نہ تو آن محترم کے موضوع و مزاج سے مطابقت رکھتا تھا اور نہ انہیں اس طرح کے کسی کام کا سابقہ تجربہ ہی تھا لہذا موصوف نے دیوانِ ناسخ مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۲ء کو متن کی بنیاد بنایا اور اس کا دیوانِ ناسخ طبع اول مطبوعہ مطبع محمدی لکھنؤ ۱۲۵۸ھ سے مقابلہ کر کے اختلاف نسخہ درج کردیے۔ ۱۳ موصوف نے نہ تو دیوانِ ناسخ کے کسی قلمی نسخے کو دیکھنے کی زحمت کی، نہ اس موضوع پر لکھی گئی اہم تحریروں سے استفادہ کیا اور نہ ناسخ کے اس غیر مطبوعہ کلام سے، جسے مختلف محققین نے شائع کرایا ہے، استفادہ کر کے متن کو مکمل اور جامع بنانے کی کوشش کی گئی۔ مذکورہ ایڈیشن میں شامل ”مقدم“ لاتعداد فروگزاشتوں کا اک حسین مرقع ہے۔ اگر ان اغلاط کی نشاندہی کی جائے تو بجائے خود ایک کتاب

(۳۲۱)

تیار ہو سکتی ہے ، لہذا بخوف طوالت اسے نظر انداز کیا جاتا ہے ۔
 نسخ کے کلام کے بکثرت مخطوطات برصغیر پاک و ہند اور
 یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔ ہم یہاں قومی عجائب گھر
 کراچی میں محفوظ کلیات نسخ کے اس قلمی نسخے کے بارے میں
 کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جو اپنی خصوصیات ، مندرجات کلام ،
 اور انکشافات کے لحاظ سے بے حد اہم اور منفرد نسخہ ہے ۔ ۱۵ قومی
 عجائب گھر میں کلیات نسخ کے اس نسخہ کا نمبر N.M-1966-154
 ہے ۔ ۴۲۸ اوراق پر مشتمل یہ نسخہ عمدہ نستعلیق میں لکھا ہوا
 ہے ۔ باریک چکنے سفید کاغذ پر نہایت اہتمام سے لکھا ہوا یہ نسخہ
 چار حصوں پر مشتمل ہے ۔ اس کی طلائی نقش کاری کی گئی ہے ۔
 خوبصورت الواح ہیں جن پر سنہرے ، نیلے ، سرخ اور سبز رنگوں
 سے نقاشی کی گئی ہے ۔ متعدد صفحات زرافشاں ہیں ۔ مندرجات کی
 تفصیل یہ ہے :

دیوان اول : ورق ۱ ب تا ۱۹۴ ، الف ۔

دیوان دوم : ورق ۱۹۵ ب تا ۳۷۴ ، الف ۔

دیوان سوم : ورق ۳۷۵ ب تا ۴۰۸ ، الف ۔

نسخ کے دیوان کی کسی بھی اشاعت اور قلمی نسخے میں ان
 کا تیسرا دیوان علیحدہ نہیں ملتا ہے ۔ زیر نظر نسخے میں تیسرا دیوان
 علیحدہ صورت میں مرتب ہے ۔ اس دیوان میں چوراسی غزلیات ، ایک
 رباعی اور چھ مطلعے ہیں ۔

دیوان چہارم : ورق ۴۰۹ ب تا ۴۲۶ ، الف ۔

نسخ کے فارسی دیوان کے علیحدہ صورت میں یکجا ہونے کی
 اطلاع ہمیں کہیں نہیں ملتی اور نہ ہی ان کے دواوین کے قلمی

(۴۲۲)

نسخوں میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ زیر بحث نسخہ اس لحاظ سے بھی نادر ہے کہ اس میں ناسخ کا فارسی دیوان علیحدہ صورت میں موجود ہے۔ یہ دیوان قصائد، قطعات تاریخ اور قطعات تہنیت پر مشتمل ہے۔ اس کے بیشتر مندرجات غیر مطبوع ہیں۔

جب راقم نے ناسخ کے مطبوع کلیات سے زیر بحث قلمی نسخے کا مقابلہ کیا تو اس میں بہت سا ایسا اردو و فارسی کلام ملا جو مطبوع کلیات میں موجود نہیں۔ غزلوں، رباعیوں، مخمس وغیرہ کے علاوہ قطعات تاریخ کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو ہنوز غیر مطبوع ہے اور جن سے نہ صرف ناسخ کی زندگی کے بہت سے واقعات پر روشنی پڑتی ہے بلکہ وہ قطعات اس عہد کی سیاسی، معرکہ آرائیوں، تاریخی واقعات اور لکھنؤ کی اہم سیاسی، مذہبی، سماجی شخصیات کی زندگی کے بہت سے گوشوں کی بابت واحد ذریعہ معلومات بھی ہیں، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ناسخ کے غیر مطبوع قطعات تاریخ اس عہد کی معاشرتی اور تاریخ کا اہم مأخذ ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ لہذا راقم نے مناسب سمجھا کہ ناسخ جیسے اہم شاعر کے غیر مطبوع کلام پر مشتمل حصے کو پردہ خفا سے نکال کر منظر عام پر لایا جائے تاکہ اہل علم حضرات اس سے باآسانی استفادہ کر سکیں۔ علاوہ ازیں اگر پاک و ہند میں کوئی شخص ناسخ کے کلام کی تدوین کا بیڑا اٹھائے تو ”ناسخ کا غیر مطبوع کلام اس کی رہنمائی اور ترتیب و جامعیت متن میں معاون ثابت ہو۔ راقم نے غیر مطبوع کلام کو قلمی نسخے کی اصل ترتیب کے مطابق رکھا ہے۔

(۴۲۳)

خوابی

- ۱- ماخوذ از: ناسخ تجزیہ و تقدیر، ڈاکٹر شبیب الحسن نونہروی۔
- ۲- حدیث مفضل حضرت جعفر صادق کے مشہور و معروف ماثورات میں سے ہے جس کی روایت ان کے مشہور صحافی مفضل کے ذریعے سے علمائے حدیث تک پہنچی ہے اور اسی بنا پر اسے حدیث مفضل کہا جاتا ہے (بحوالہ: ناسخ، تجزیہ و تقدیر، ص: ۲۵۲)۔
- ۳- ایضاً، ص: ۲۲۷۔
- ۴- ایضاً، ص: ۲۳۴۔
- ۵- معراج نامہ ناسخ، رشید حسن خاں، مشمولہ سہ ماہی اردو، کراچی، ۱۹۶۸ء، شمارہ: ۳، ص: ۹۳۔
- ۶- ناسخ تجزیہ و تقدیر، ص: ۳۱۵۔
- ۷- انتخاب ناسخ، رشید حسن خاں، دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۸ء، ص: ۱۱۷۔
- ۸- ایضاً، ص: ۱۱۷۔
- ۹- ایضاً، ص: ۱۱۷۔
- ۱۰- ناسخ کا کلیات پہلی مرتبہ سنہ ۱۲۵۸ھ میں مطبع محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد کی اشاعتوں کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے: مطبع مولائی لکھنؤ، ۱۲۶۲ھ۔ کارخانہ علی بخش خان، لکھنؤ ۱۲۶۷ھ۔ مطبع اودھ گزٹ: لکھنؤ ۱۲۷۷ھ۔ مطبع سلطانی لکھنؤ ۱۸۶۷ھ۔ مطبع نول کشور، کانپور ۱۲۷۲ھ (یہ مطبع نول کشور سے دیوانہ ناسخ کی پہلی اشاعت تھی)۔ مطبع نول کشور کانپور، طبع پنجم ۱۸۸۶ء (ماخوذ از: جائزہ

(۴۲۴)

مخطوطات اردو، ص: ۶۷۶، ۶۸۹۔ دیوان ناسخ مطبع نول کشور، لکھنؤ سے آٹھویں مرتبہ ۱۹۲۳ء میں طبع ہوا، یہ مطبع نول کشور کی لکھنؤ شاخ سے دیوان ناسخ کی پہلی اشاعت تھی۔ اس ایڈیشن میں پہلی مرتبہ دیوان کی ترتیب بدلی گئی۔ اس سے قبل پہلا اور دوسرا دیوان متن میں اور تیسرا دیوان حاشیے پر طبع ہوتا رہا لیکن اس ایڈیشن میں تیسرا دیوان بھی متن میں شامل کر دیا گیا۔ چونکہ کارپردازان طبع نول کشور، لکھنؤ کو دیوان سوم کی امتیازی حیثیت سے کچھ تعلق نہیں تھا اور غالباً یہ بات ان کے لیے چنداں اہم نہ رہی ہو، لہذا انہوں نے دیوان سوم کو علیحدہ حیثیت نہ دی۔ مذکورہ ایڈیشن کے دیوان اول کے خاتمہ الطبع کے ذیل میں لکھا ہے کہ ”دیوان ناسخ جو کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے اس مرتبہ نہایت صحت کے ساتھ چھپ کر شائع ہوا“ (ص: ۲۱۸) لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے، جتنی اغلاط اس ایڈیشن میں ہیں اس سے قبل کے کسی ایڈیشن میں نہیں پائی جاتیں۔

۱۱۔ ”ناسخ کا ایک غیر معروف دیوان“، ڈاکٹر گیان چند، مشمولہ:

نذر عابد، دہلی، ۱۹۷۴ء، ص: ۳۰۹۔

۱۲۔ ”آب حیات کا تنقیدی مطالعہ“، سعود حسن رضوی ادیب، لکھنؤ،

کتاب نگر، طبع اول، ۱۹۵۷ء، ص: ۹۴۔

۱۳۔ کلیات ناسخ (جلد اول)، مرتبہ: یونس جاوید، لاہور، مجلس

ترقی ادب، ۱۹۸۷ء، ص: ۲۴۔

۱۴۔ (i) ڈاکٹر گیان چند: ”ناسخ کی غیر مطبوعہ اردو نظمیں“،

مشمولہ: ذکر و فکر، الم آباد، ۱۹۸۰ء۔ اس مضمون میں ڈاکٹر

(۴۲۵)

کیاں چند نے دیوان ناسخ کے چند قلمی نسخوں (مسلوکہ جموں یونیورسٹی) سے ایک مخمس کے چودہ بند، دس رباعیاں، اور چند تاریخی قطعات پر مشتمل غیر مطبوعہ کلام پیش کیا ہے۔ (ii) ”انتخابِ رغمی“: مرتبہ: ڈاکٹر انصار اللہ، علی گڑھ، ۱۹۸۱ء۔ انتخابِ رغمی، مولوی محمد عظیم اللہ رغمی کی بیاض ہے جس میں مختلف شعرا کے کلام کے انتخاب کے ساتھ ساتھ ان کے استاد ناسخ کی غزلیات میں سے بچپن اشعار کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ مطبوعہ کلیاتِ ناسخ سے مقابلہ کرنے کے بعد ”انتخابِ رغمی“ میں چند اشعار زیادہ اور غیر مطبوعہ پائے گئے۔

۱۵۔ اس نسخے کا مکمل تعارف سب سے پہلے مشفق خواجہ نے اپنی کتاب ”جائزہ مخطوطات اردو“ میں کرایا تھا، راقم کو اس نسخے کے مطالعے کا خیال اسی کتاب کے ذریعے ہوا۔ رک: ”جائزہ مخطوطات اردو“، مشفق خواجہ، (جلد اول) لاہور، مرکزی ادبی بورڈ، ۱۹۷۹ء، ص: ۶۵۹۔

مآخذ

- ۱۔ انصار اللہ، ڈاکٹر: ”انتخابِ رغمی“۔ علی گڑھ، ۱۹۸۱ء۔
- ۲۔ رشید حسن خاں: ”انتخابِ ناسخ“۔ دلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۷۸ء۔
- ۳۔ رشید حسن خاں: ”معراج نامہ ناسخ“، مشمولہ: مہ ماہی اردو، کراچی، ۱۹۶۸ء: شماره: ۳، ص: ۹۳۔
- ۴۔ سید شبیب الحسن نونہروی، ڈاکٹر: ”ناسخ تجزیہ و تقدیر“، لکھنؤ، اردو پبلشرز، ۱۹۷۴ء۔

(۴۲۶)

- ۵۔ گیان چند ، ڈاکٹر: ”ناسخ کا ایک غیر مردش دیوان“۔ مشمولہ :
”نذر عابد“، دہلی، ۱۹۷۴ء۔
- ۶۔ گیان چند ، ڈاکٹر: ”ناسخ کی غیر مطبوعہ اردو نظمیں“، مشمولہ :
”ذکر و فکر“، الم آباد، ۱۹۸۰ء۔
- ۷۔ مسعود حسن رضوی ادیب: ”آب حیات کا تنقیدی مطالعہ“۔ لکھنؤ،
کتاب نگر، طبع اول، ۱۹۵۳ء۔
- ۸۔ مشفق خواجہ: ”جائزہ مخطوطات اردو“۔ (جلد اول) لاہور،
مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء۔
- ۹۔ یونس جاوید: ”کلیات ناسخ“، (جلد اول) لاہور، مجلس ترقی
ادب، ۱۹۸۷ء۔

(آئندہ صفحات میں ناسخ کا غیر مطبوعہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔)

(۳۲۷)

غیر مطبوعہ کلام

دیوان اول

غزلیات

کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اوراقِ دیوان کا
جہنم میں خیال آیا ہے گویا، باغِ رضواں کا
فلک کہتے ہیں جس کو اک بگولہ ہے بیاباں کا
ضرورت ہے یہاں ہونا عماری چشمِ گریباں کا
خیمِ محراب پر ان کو یقین ہے تیغِ برآں کا
بھلا کہتے کیا تھا کیا کہ آدم نے شیطان کا
درختوں کو سکھاتا ہے لپٹنا عشقِ پیچاں کا
طلائی خاک کو کرتا ہے پر تو، مہرِ تاباں کا
بد بیضا ہوا ہن ایک صفحہ میرے دیوان کا
کیا روئے ہوا کو میں نے تخت، سنباسناں کا
سمان ہے خانہ زنجیر میں بھی بزمِ جانان کا
چراغِ اپنی لحد پر چاہیے اہل بدخشاں کا
کٹا دے اپنا سر گردہیاں آئے اس کو سامان کا
کہ دامِ زلف کا چشم ہے، چشمِ آبِ حیاں کا
ہوا پر خاک میں انداز ہے دودِ پریشان کا
کسی کو بھی ملا پانی نہ اس چاہِ زرخداں کا

کوئی مضمون اگر لکھتا میں اس حال پریشان کا
تہویر مجھ کو ہے بیت الحزن میں کوئے جانان کا
بنائے عالمِ ایجاد ہے برباد نظروں میں
ترا کوچم جو ہے فردوس تو نہ رہیں بھی لازم ہیں
نہیں جھکتے ہیں مسجد میں، جبینِ ساتیرے کوچے کے
بہانہ کچھ نہیں بہرِ حسد، در کارِ حاسد کو
یہ عشق ایسا بلاتے بد ہے جس کے نام کی دولت
نہ کیوں چھاجائے تیرے سامنے زردی میرے منہ پر
وہ ہوں میں شاعرِ معجزیاں جو نورِ معنی ہے
خیال کیسوئے پیچاں میں دودِ نالہ دل سے
تصور ہے رکھا زندان میں بھی فارغ مجھے غم سے
سفر ہم نے کیا یادِ لبِ جانان میں دنیا سے
جو ہوں اہلِ تعلق ان سے بھی قطعِ تعلق کر
وہی دل زندہ جاوید ہے جو پھنس گیا اس میں
اثر بعد از فنا میری سب بختی کا باقی ہے
نظر آتا ہے چشمِ حسن کا بے فیض اے ناسخ

گلشنِ رنگیں، بیانی، بے خزاں پیدا ہوا
میرے سجدے کو یہ سنگِ آستان پیدا ہوا
حیف ساتھ اپنے نہ کوئی نکتہ داں پیدا ہوا
شیشم دل بھی ہمارا بے فغاں پیدا ہوا
داغ سے سینہ ہمارا تو اسان پیدا ہوا
زخمِ تیغِ عشق سے میں نیم جاں پیدا ہوا

جب زمینِ شعر کا میں باغبان پیدا ہوا
گیر و مومن کی پرستش کو بنا دیر و حرم
نکتہ سنجی کو کیا خالق نے جب پیدا ہمیں
کہا ہوں سنگِ جور سے نالان کہ مانندِ حباب
ہاں ازل سے جو شیشِ سودا پرنگِ لالہ ہے
تا یہ ہستی بس تڑپتا ہی عدم سے آ گیا

(۳۲۸)

دوست ہر اک میرے جی کو دشمن جاں ہو گیا
 وان نہانے کو جو دریا پر وہ عریاں ہو گیا
 ظلم جانے کا نہ دیکھا، اس کے آتے ہی موا
 ضبط کرتے کرتے میں نے کی جو سوزِ غم سے آف
 صبح کے گمراہ کرنے کو شبِ فرقت میں آہ
 جس محل میں بزم آرا آج ہوتے ہیں امیر
 مجھ کو وہ روئے کتابی باد رہتا ہے مدام
 نور کا پتلا بنا، ترے تصور سے یہ دل
 وصل کی شبِ جوشِ حیرت سے ہوا حائلِ حجاب
 کرچہ سو پردے میں تھا وہ شرمگین پنہاں، مگر
 یاں دمِ عیسیٰ دمِ شمشیرِ براں ہو گیا
 یاں ہمارے غسلِ میت کا ہی سامان ہو گیا
 کیا ہی شادی مرگ ہونے کا یہ احسان ہو گیا
 دیکھنا یہ آسمان دودرِ پریشاں ہو گیا
 ہر ستارہ دیدہ غولِ بیاباں ہو گیا
 دیکھنا کلِ مصرفِ گورِ غریباں ہو گیا
 کی تلاوت اس قدر جو حفظِ قرآن ہو گیا
 عکس سے آئینہ اپنا ماہِ تاباں ہو گیا
 آفتاب اپنا چراغِ زیرِ داساں ہو گیا
 جب کھلی چشمِ تصور، صاف عریاں ہو گیا

ہتا دیتی ہے موجِ ریک، مجنوں کے سلاسل کا
 رہا ہے گردِ بادوں سے نشانِ لیلیٰ کے محل کا

گر ترے ہائے حنائی دیکھ لے گلزار میں
 دستِ حاناں میں جو دیکھے طاثرِ رنگِ حنا
 زعفران زار آگے اس گل کے ہوا صحنِ چمن
 نالوں سے گلزار کو سر پر اٹھائے عندلیب
 اپنے سر پر بازوؤں سے خاک اڑائے عندلیب
 تہقہے نالوں کے بدلے اب لگائے عندلیب

ایک دن ہوں گے ترے سونے سے فامِ سفید
 خون سے تر ہوئے گو دیدہ ناکامِ سفید
 سرِ سفید اپنا ہے پتری میں مگر دل ہے سیاہ
 فرقتِ گل میں اگر رونے پر آئے بلبل
 سرِ شامِ الٹے نقابِ اپنی جو وہ صبحِ امید
 سالکِ کعبہ مقصد ہیں تکلیف سے پرے
 شام کو آیا وہ خورشید، دمِ صبح گیا
 ظلمتِ ہند میں یوں نام ہے میرا روشن
 دیکھ ادنیٰ اثرِ عالمِ بیداری و خواب
 صبح کی طرح نظر آئے گی یہ شامِ سفید
 ہجرِ ساقی میں [ن] مٹے سرخ ہے اور جامِ سفید
 عینِ دالانِ سیہ اور لبِ بامِ سفید
 ہے یقینِ اشکِ فاشانی سے ہو گلدامِ سفید
 صبح سے بھی ہو زیادہ کہیں پھر شامِ سفید
 کیوں نہ زواروں کا ہو جامِ اہرامِ سفید
 ہو گئی صبح سے اور مری شامِ سفید
 جس طرح آئے سیاہی میں نظر، نامِ سفید
 کہ لیلیٰ ہیں سیاہ اور ہیں ایامِ سفید

(۳۲۹)

سر سو نرق، سہ روئی زاهد میں نہ آئے بال ۱ داڑھی میں نہ چھوڑے کوئی حجام سفید
ہے عیاں جالی کی کرتی سے بدن کی سرخی رشکِ گلدام ہوا جان، ترا دام سفید
حسن ہے چیز دگر، رنگ ہے گورا تو کیا یوں تو بیرو صوں کی بھی ہوتی ہیں اندام سفید
اپنے اس گورے بدن پر نہ ہوا اتنا مغرور رنگ سب رنگوں میں ہوتا ہے بہت خام، سفید

بستر گل ہو مبارک یار کو، آئی بہار خوب چل کر لوٹے اب وادی پر خار میں

وعدہ سحر کے آئے کا اس نے کیا تو ہے لیکن شبِ فراق نے ہائی سحر کیاں

بھرے رہیں مری آنکھوں میں کیوں نہ قطرہ اشک کہ رات دن کسی خورشید سے دو چار ہوں میں
برنگ گل مجھے سب دیکھ کر جو ہنستے ہیں چمن ہے بزمِ تیاں، موسمِ بہار ہوں میں

وہ صنم تو نظر آتا نہیں اصلاً مجھ کو دیئے اللہ نے کیوں دیدہ بینا مجھ کو

نہ لگ جائے کہیں تجھ کو نظر نہ گسکی، ڈرتا ہوں آدھر سے پھیلے لگشت میں رخسارِ گلگوں کو
کوئی دیوانہ اس وحشت سرا میں کون ہے ایسا کہ مثل طوق پہنے حلقہ زنجیرِ مجنوں کو

پر قوافی شائیکاں ہیں مثل گنج شائیکاں شاہ مسلک نظمِ زیبا ہے کہایا چاہیے

ہو گئے چت ایک حملے میں ہزاروں نوجواں اس کہن سالی پہ کتنا آسماں میں زور ہے

رباعیاں

ہے یار دلِ منحرفِ دیر و حرم اللہ کو کر رہا ہے ثابت جو صنم
کیونکر نہ ہو دل میں نقش اس کی صورت جس کا نہ ملے سنگ سے بھی نقش قدم

تھی حد سے نزوں شجاعتِ پینمبر ہے حجت قاطع اس پر، تیغِ حیدر
کیا کاٹ ہو اس کی تیغ کی ہم سے ییاں جس کی انگلی سے ہو گیا شقِ قمر

شبیر کے دوپہر میں اصحابِ قلیل پہنچے سر سلسبیل ہو ہو کے قاتل
لی راہ عدم کی سب نے ہو کر سیراب رکھی تھی قضا نے آبِ آہز کی سیل

۱۔ محظوظے میں ”ہام“، جو صریحا سہو کتابت ہے۔

(۳۳۰)

کرتی ہے فزون قدر بشر خاموشی ہر عیب کو کرتی ہے ہنر خاموشی
ہو مردم چشم ساں مراہا یینا انسان سے ہو سکے اگر خاموشی

رخسار کی چاند سے زیادہ ہے چمک اور سبزہ خط کی گرد اس کی ہے لہک
صاحب نظر اس کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ کھیت کیا ہے چاندنی نے بے شک

ہے اب کے مغل صوم ہجر جاناں ہر دم مجھے کھاتا ہے غم زہر چکان
کیا دیکھوں ہلالِ رمضان تیغ کے ساتھ ہے تیغ مرے جی کو ہلالِ رمضان

اب کے رمضان میں جو یہ ہوش آتا ہوں جلے سحری، خون جگر کھاتا ہوں
بے یار جو افطار کا وقت آتا ہے بھر آتے ہیں اشک آنکھوں میں، ہی جاتا ہوں

اس قصر کے اوصاف بیان میں کیا آئیں جس سے کہ رواقِ چشمِ خوباں شرمائیں
ہیں نقش و نگار اس کی چہت کے ایسے مانی دیکھے تو چہت کو آنکھیں لگ جائیں

ہے سخت حرامزادہ گھڑیالی شاہ صد شکر کیا خدا نے منہ اس کا میاہ
گھڑیال بجاتا تھا یہ ضد سے ہر دم جس رات مرے گھر میں وہ تھا غیرتِ ماہ

مخمس

آیا نظارہ گرداب سے رونا مجھ کو لہریں ہانی کی ہوئیں سلسلہ پا مجھ کو
مارا ہر ایک تلاطم نے طمانچہ مجھ کو یار کا دھیان نہانے میں جو آیا مجھ کو
کھا گیا دیوِ سفید کفِ دریا مجھ کو

صبح سے پہلے مری چاک گریبانے نہیں نکلا شفق اشک آنکھوں میں رسانی ہے
نالے پاں لب پہ ہیں چپ بلبِ بستانی ہے عید قرباں ہی کی سب صبح کو قربانی ہے
وصل میں ہے سحر ہجر کا دھڑکا مجھ کو

فاصدا اس کو نہیں مجھ سے محبت اصلا قتل نام ہے مرا، نام نہیں تو نے دیا
زرد ہو جائے نہ کیوں دیکھ کے چہرہ میرا ہوتی ہے اس سے مرے خوں کی علامت پیدا
لال کاغذ پہ جو خط یار نے لکھا مجھ کو

(۴۳۱)

دیکھی سرخی جو شفق کی تو ہوئے نا امید سمجھے تھے بہت سیہ وصل کو عیش جاوید
رنگہ رو زرد ہوا جب نظر آیا خورشید کر دے ہائے بس اس غم نے مرے بال سفید
وصل کی شب نظر آیا جو سفید مجھ کو

کیا دکھایا ہے ہنر عشق نے رفت رفت کیا کیا حسن اثر عشق نے رفت رفت
خاک کو کر دیا زر عشق نے رفت رفت گرچہ پروان ہوں ہر عشق نے رفت رفت
شمع کی طرح جلایا ہے سراہا مجھ کو

ہے محبت کا جو حق تجھ سے محبت ہے مجھے یاد تیری ہی فقط تا یہ قیامت ہے مجھے
دم نہیں جسم میں، تجھ سے وہی حالت ہے مجھے مر گئے پر بھی ترے ملنے کی حسرت ہے مجھے
گور ہے صورت آغوش تمنا مجھ کو

گلشن حسن سے جب بوئے وفا آتی، ہے بلبل عشق [کوح] اس وقت حیا آتی ہے
یاد رہ رہ کے یہی بیت "ولا" آتی ہے کہتے ہیں سرقد لیلو سے صدا آتی ہے
تیس نے چھوڑ دیا ہائے اکیلا مجھ کو

گرم ہو کر وہ بہم سونا ہوا انساں بدلے سونے کے ہے اب خوابِ عدم کا آنا
ہے جنازہ یہ پلنگ اور لحد کاشانہ شکلِ دوزخ ہے ترے ہجر میں آتش خانہ
رنج دیتا ہے بہت موسم سرا مجھ کو

میں نے گھر اس پہ لٹایا، وہ ہوا غیر پہ غش میں ہوا خلق میں رسوا، وہ ہوا غیر پہ غش
میں ہوا جان سے شیدا، وہ ہوا غیر پہ غش میں نے جوں جوں اسے چاہا، وہ ہوا غیر پہ غش
عشق نے زور دکھایا ہے تماشا مجھ کو

میں ہوں بد اور ترے نزدیک ہے بہتر ہر شے کبھی مہنل لے ہوئے تو کبھی ساغر سے
دیکھے آئینہ، چھوئے شانہ لٹیں نے درے تیرا تکیہ ہے بھلا مجھ سے کم منہ لگتا ہے
تو تو تکیے کے برابر بھی نہ سمجھا مجھ کو

جب تلک زندہ رہا جان رہی تجھ پہ فدا مثل سایہ تری دیوار کے میں گرد رہا
دھیان کعبے کا بھی آیا نہ ترے در کے سوا نزع میں بھی ترے کوچے کا تصور نہ کیا
گرچہ آیا درِ فردوس نظر وا مجھ کو

لالہ ساں کام نہ تھا داغِ جگر سے اصلا نکبت و گل کی روش، وصل ہی رہتا تھا صدا
مثلِ شبیم نہ کبھی اشک نشان ہوتا تھا خاک اڑاتا ہوں جو ہر کوچے میں مانندِ صبا
فرقتِ غیرتِ گلشن میں ہوا کیا مجھ کو

(۳۳۲)

عشق میرا اے باور نہیں آتا کیا خوب میں جو گریاں ہو[ن] تو آئے اے ہنسنا کیا خوب
بے قراری ہو مجھے سمجھے، وہ ٹھٹھا کیا خوب میں مروں یا رہ، ہو اس کو اچنھا کیا خوب
اپنے جینے پہ ہے واللہ اچنھا مجھ کو
کرتے ہیں روز فزون حرمتِ ناسخ، اعجاز رکھتے ہیں مدّٰ نظر شفقتِ ناسخ، اعجاز
سب میں کہتے ہیں بٹے عزتِ ناسخ، اعجاز میرا استاد جو ہے حضرتِ ناسخ، اعجاز!
کیوں نہ رتبہ ملے تکمیلِ سخن کا مجھ کو

قطعاتِ تاریخ

مضمون تازہ چٹن، شعرِ لطیف گفتن با خویش برد اے وا، مرزا رفیع سودا
تاریخِ رحلتِ او گفتیم بہ تربتِ او امروز مرد اے وا، مرزا رفیع سودا (۱۱۹۵ھ)

کرد ہند از وفاتِ خویش خراب وائے افسوس آصف الدولہ
گشت سال وفاتِ آن جمجہا ہائے افسوس آصف الدولہ (۱۲۱۲ھ) - ۱

رفت از روی زمیں زیر زمیں آصف رشک سلیمان صد حیف
گفت تاریخ وفاتش ناسخ مردہ این حاتمِ دوراں صد حیف (۱۲۱۲ھ)

اے آصف دہراے حاتمِ عصر این فتم افغان باشد مبارک
گردید سال فتم ہمایوں فتم نمایاں باشد مبارک (۱۲۱۲ھ) - ۲

ز دنیا والدِ من کرد رحلت قرار و صبرِ من ہمراہ خود برد
نوشتہ سالِ تاریخ وفاتش بشعبان پنجشہم ہفتم مرد (۱۲۱۶ھ) - ۳

۱۔ مادہ تاریخ سے مطلوب سنہ برآمد نہیں ہوتا۔

۲۔ مادہ تاریخ سے سنہ ۱۲۱۰ برآمد ہوتا ہے، جبکہ یہ فتم جنگ دو جوڑا میں
آصف الدولہ کو ۱۲۰۹ھ میں حاصل ہوئی تھی، جیسا کہ ناسخ کے ایک اور قطعہ
تاریخ (مذکورہ تاریخ اودھ، نجم الغنی خان رامپوری جلد سوم، ص ۳۲۹) سے بھی
مستخرج ہوتا ہے۔

۳۔ مادہ تاریخ سے یہ سنہ برآمد نہیں ہوتا۔ نیز ”ہفتم“ کی جگہ ”ہفتمین“ وزن میں آتا ہے۔

(۴۳۳)

گنگ است این با محیط عالم جز آب یہ هیچ سو نہ بینم
تاریخ عبورِ خویش از گنگ ناسخ نبوشت ”بحرِ اعظم“ (۱۲۲۱ھ)

بناچوں کرد ناسخ کُنجِ فقری کہ بر روی زمین خلدِ برینست
سروشِ مصرعِ سالِ بنا گفت ”مبارک ایں مکان بہرِ مکیست“ (۱۲۲۲ھ)

مُرد چون آن ماہرو ہرکس بگفت ماہِ کاملِ منخسف گردید ہاے
گفت ناسخِ سالِ تاریخِ وفات ”ماہِ کاملِ منخسف گردید واے“ (۱۲۲۲ھ)

کبھی نہ دیدہ گردوں نے بھی جسے دیکھا کئی وہ صاحبِ عصمت زمیں کے پردے میں
تھی بسکہ صاحبِ عیفت ہوا یہ سالِ وفات ”نہاں ہے صاحبِ عفت زمیں کے پردے میں“
(۱۲۲۵ھ)

گفت یہ اختیار صد افسوس ہر کہ بشنید موتِ خواجہ حسین
سالِ تاریخِ موتِ او ناسخ ہاتھی گفت ”موتِ خواجہ حسین“ (۱۲۲۹ھ)

بست و سومِ رجبِ مہِ شنبہ سوی جنتِ شتافتِ نواب
تاریخِ وفاتِ کشتِ مرقوم ”حدِ حیفِ وفاتِ یافتِ نواب“ (۱۲۲۹ھ)

چوں جنابِ وزیرِ ابنِ وزیرِ رضی جہاں رفت بہرِ سیرِ بہشت
بہرِ سالِ وفاتِ او ناسخ ”آہ شد [ہ] لکھنؤ خراب“ نوشت۔ (۱۲۲۹ھ)

الہی تا صد و سی سال ہر روز دو چندان شوکت و شانِ تو بادا
شود ملکِ جہاں زیرِ نگیخت رواں چوں بادِ فرمانِ تو بادا
حشمِ بادت دو چند از خیلِ انجم زکیواں برترِ ایوانِ تو بادا
بماند تا بجاِ این قوتِ نطق زبانِ ما ثناِ خوانِ تو بادا
ہمیشہ سبزِ کشتِ آرزویم ز فیضِ ابرِ احسانِ تو بادا
سرِ آنکس کہ گردد از تو سرکش تر شمشیرِ برانِ تو بادا
رقمِ گردید سالِ غسلِ صحتِ مبارک صحتِ جانِ تو بادا (۱۲۲۹ھ)

۱۔ یہ تاریخِ نوابِ سعادت علی خاں کی وفات کی ہے۔ تاریخِ اودہ حصہ چہارم (ص ۹۷)

میں ناسخ کا ایک اور قطعہ تاریخِ وفات بھی درج ہے اور یہ ایک مصرع بھی:
”ہاتفِ بگفت آہ شدہ لکھنؤ خراب“

(۳۳۳)

محمد رضا عزم فردوس بنمود برای قدمبوسی شاه مردان
۴ زعد و ورع بود مقدار عہدش بایقان و عرفان و ایمان جو سلمان
دل و ہنر و چشمہا و دماغش کنوز رموز احادیث و قرآن
الہی بعدام خیر البریہ کند عیش جاوید در باغ رضوان
دلا سال تاریخ فوت جنابش بکو "وای وایا اباذر دوران" (۱۲۲۹ھ)

اول ز جہن گذشت چون مہ دختر شد بعد ازیں ہلاک چون مہر پسر
تاریخ غم نخست شد "داغ جگر" تاریخ غم دگر شد "داغ دگر" (۱۲۲۹ھ)
(۱۲۲۸ھ)

پسری داد حق بسید ما خرمی را سزد کہ عام بود
نامر آبا باو شود روشن فخر اجداد نیک نام بود
یک صہ و بست سال عیش کند صاحب جاہ و احتشام بود
حق نہمبانش از ہم آفات ہم حق سید اقام بود
گفت تاریخ مولدش ناسخ "چو پدر ذاکر امام بود" (۱۲۲۳ھ)

حکیم آغا محمد باقر امروز برقت از دار فانی وای افسوس
نوشتم سال تاریخ وفاتش "نصیر الدین ثانی وای افسوس" (۱۲۲۳ھ)

خون میشود زدیدہ روان و مصیبتا سر میزند ز سینہ فغان و مصیبتا
مہر سپر عزت و قدر و جلال شد امروز زیر خاک نہاں و مصیبتا
اقلیدس زمان و ارسطوی عہد رفت زین کہنہ عالم گذران و مصیبتا
در عین فصل گل بگلستان عشرتم ناکہ وزید ہاد خزان و مصیبتا
بگذشت از جہان و بدلہا گذاشت داغ جان جہان وحید زمان و مصیبتا
از حکمت و بدیع و بیان و اصول وقتے بے او نہاند عیج نشان و مصیبتا
ناسخ نمود سال وفاتش چنین رقم شد گنم چند علم نہاں و مصیبتا" (۱۲۲۳ھ)

گیا کیا نوجوان دار فنا سے عدم کو میر مہدی وا درفا
شم ملکہ مخا و علم و دانش مہ اوج حیا و زہد و تقویٰ
بہرا تھا حق نے ایسا نور معنی کہ سینہ ہو گیا تھا طور سینا
تولا تھا فقط ایمان و دین سے بدل دنیا نے دون سے تھا تبر!
جو معقولات میں تھا وہ یگانہ تو معقولات میں بھی تھا وہ یکتا

(۴۳۵)

کتاہیں سینے میں تھیں مثلِ امواج
وہ درِ شاہوارِ بحرِ تحقیق
بقائے حق تھی اس کے دل پہ ثابت
رضینا بالقضا تھی اس کی تقریر
دلایل اس پر ہے مرگِ نوجوانی
کہی ناسخ لے اس کے غم کی تاریخ
تجسس اس کو تھا مانندِ دریا
پس تھا میرِ دلدارِ علی کا
فنا تھیں اس کے آگے ساری اشیا
نہ تھی غیر از رضائے حق تمتا
خدا نے پاک دنیا سے اٹھایا
”ہوا غایب جہاں سے مہدی اے وا“ (۱۲۳۱ھ)

سپہرِ قدرِ مرشد زادہ کامل
فلکِ جاہی کہ زد اقبال و دولت
نہاں در سینہ اش اسرارِ حکمت
مختارِ گشت و بانکِ تمہیتِ خاست
جہاں یک بزمِ عشرت شد سراسر
شگفتہای خاطر را ضامن شد
جبینش مطلقِ انوارِ شادی
بنامش مکہ عالمِ بناہی
عیان در جبہ اش صاحبِ کلاہی
ز اوج ماہ تاباں تا بہ ماہی
بدین دعویٰ دہد عالمِ گواہی
نفسہا چوں نسیمِ صبحگاہی
”ہمایوں باد ختم یا الہی“ (۱۲۳۱ھ)

سیدِ عالیِ ہم والا نژاد
نورِ شمعِ دودمانِ مصطفیٰ
دوستدارِ عزتِ خیرالانام
ہست اندر خلق و خالقِ اویبی مثال
ہست آن مدوح ہم نامِ علی
خالقِ او را دادِ فرزندِ دگر
شد معین از ہی آن نورِ عین
بیر باشد یا رب این طفلِ سعید
دولتِ اقبالِ او پا بندہ باد
علمِ نافعِ باد در تحصیلِ او
گفت ناسخِ سالِ مولودش چنان
عارفِ حقِ سالکِ راہِ سداد
نو بہارِ بوستانِ مرتضیٰ
مرثیہ خوانِ امامِ تہنہ کام
خوش لقا و خوش مقال و خوش خصال
شد بہ ہر کس ذاتِ پاکش منجلی
بر سپہرِ منزلتِ بادا قمر
اسمِ جدِ سیدِ ظہیر الدینِ حسین
بادِ بہرِ والدش پورِ رشید
اخترِ اجلالِ او تابندہ باد
بادِ لازمِ در جہاں تفضیلِ او
”تا صدوسی سال باشد در جہاں“ (۱۲۳۱ھ)

کاسراں پارِ دگر گردیدی
گفت تاریخِ مبارکِ ناسخ
بخت و اقبالِ ترا بندہ بود
”کو کبرِ جاہ درخشنده بود“ (۱۲۳۲ھ)

۱۰ مادہ تاریخ سے ۱۲۳۲ھ مستخرج ہوتا ہے۔

(۳۳۹)

زهی شهزاده گردون سریری که فروش باب تاج سلطنت بود نوشتیم سال تاریخ وفاتش "در نایب تاج سلطنت بود" (۱۲۳۲هـ)

چون محمد غنی ز دنیا رفت پنجم غم مرا فشرد کلو سال تاریخ فوت او گفتم "رفت ای وای قوت بازو" (۱۲۳۰هـ)

تاریخ وفات عثمان خان

باشما محشور در روز جزا با ابوبکر و عمر عثمان بود سال مرگش کلک ناسخ زد رقم "با ابوبکر و عمر عثمان بود" (۱۲۴۳هـ)

زهی چاهای لطیفی بحر فیضی که آبش شربت قند و بناتیر بی تاریخ خضر فکر ناسخ بگفتا "چشم آب حیاتست" (۱۲۳۰هـ)

چون وزیر ابن وزیر ابن وزیر صاحب عدل و سخا و شمشیر
آصف الدوله بهادر لقبش هست سلطان ایران حبش
عازم کشتن افغان گردید فوج او میل بیابان گردید
هست چون ریک شمار فوجش کرده ارض غبار فوجش
بسکه اسپش تر ران چالاکست (کذا) بیش فلک الاقلاکست
جانب غرب چو خورشید ز شرق بر سر فوج عدو رفت آن برق
فوج دشمن چو صف آرا گردید هدف توپ نصارا گردید
شد سر لشکر افغان محبوس لشکرش گشت گریزان مایوس
آصف عهد ز بس شد خرمند هر یکی گفت باواز بلند
فتح نواب مبارک باشد چیش سرتاب مبارک باشد
چون ازان معرکه با فتح و ظفر داخل شهر شد آن نیک سیر
خویشتن را هم تزیین کردند بام و در را هم رنگین کردند
لکه ز روضه رضوان گردید کوچهایش چمنستان گردید
سال تاریخ چنین گشت رقم "هست این قطع گلزار ارم"

سنه ۱۲۰۹هـ

چون امیر الدوله عالی نژاد سوی جنت شد ز باغ این جهان ناسخ معجز بیان سال وفات گفت "صد افسوس حیدر بیگ خان"

سنه ۱۲۰۶هـ

(۳۳۷)

چو در رجب امیر المومنین رفت شده خلد برین ماوای جرأت
برای سال تاریخ وفاتش رقم زد کلبک "جرأت وای جرأت" (۱۳۲۵هـ)
سنه ۱۳۲۳هـ

•
بروز جمع داخل شد بفردوس بعیش وعیش مایل شد بفردوس
ربیع الثانی و بست و یکم بود که از دنیا قلندر کوچ بنمود
شده سال وفات او مسحر "با یحان رفت از دنیا قلندر" (۱۳۳۱هـ)
سنه ۱۳۲۳هـ

(۳۳۸)

دیوان دوم

غزلیات

ہوا جو میرے کشی و ہجر سے جگر پر داغ بجائے میرے یہ ضرور آبِ لالہ زار آیا
ہوں وہ میکش میرے سرے ہی ہوا ساقی فقیر ترکِ دنیا کر کے مینا، شاہ مینا ہو گیا
عہدِ طفلی میں بچی تھا غم ہی تفکر اپنا مانگتا تھا کوئی ادھا نہ کبھی باری کا
لطمِ زن ہو کر یوں ہی اپنا اگر طوفان ... یہ کل خورشیدِ آخر نیلوفر ہو جائیگا
سن لے ہر کاروں سے اخبارِ زمانہ چار دن آئے ہی پیکرِ اجل کے بے خبر ہو جائے گا
اب تک وہی ہیں داغِ فراق اپنے مشتعل ہم سرگئے نشان نہیں جسمِ زار کا
کعبے سے کم نہیں ہے وہ سرتاشِ حاجیو قدرِ خمیدہ صورتِ محراب ہو گیا
بہت فراق میں دیتا ہے رنجِ اے قاصد ہمارے دل کو بھی ساتھ اپنے پار لیتا جا
جو صحنِ باغ سے اے شہسوار جاتا ہے فس کے ساتھ جلو میں بہار لیتا جا
کیا میسرِ خماز میں شوِ شراب نہ مجھے تشنگی میں آب ملا
آیا نہیں کب سے آہِ قاصد کیا بھول گیا ہے راہِ قاصد
یہ وفا کی قدر کیا ہو با وفا کے سامنے خاک کے ہوتے کبھی آیا نہ مجھ کو زورِ پسند
جب نظر آتا ہے آنکھیں ہی چرا جاتا ہے وہ آگیا ہے دل ہمارا ہائے کسی بے دید پر
اے دل ہے لقا ئے یار مشکل ہو کاش لقا ئے یار قاصد
میں چمن میں چوڑی گل... میرے بدن میں چوڑی خون اے جنوں مارے نظر آتے ہیں، سامانِ بہار
ہوتے ہیں کلین۔ قدم ہوتا ہے سرفروغِ القلم دوش پر لکھے نہیں جاتے ہیں عصیاں ہر برس

۱۔ مخطوطے میں ”آئی“، جو سہو کتابت ہے۔

(۳۳۹)

ہلا دیا ... مجھے جھوٹا جو پانی ساقی نے چڑھا یہ نشہ کہ جس کا کبھی اتار نہیں
 ساقی نے جو اس گل کی جدائی میں دیا جام سوجھے سے کلرنگ ہوئی خار گلے میں
 مے ناخن بریدہ ترا، تیغ سے زیاد ٹوٹا تراشنے میں تو خنجر سے کم نہیں
 چاند سورج ہیں ہتھیلی اور تلو پاؤں کا ناخنوں کے بدلے رکھتے ہیں ستارے ہاتھ پاؤں
 پنجم ہا کی چمک ایسی کبھی دیکھی ہیں نصب ہے یہ پنچہ خورشید تاباں پاؤں میں
 رونے دو، روتا ہے اس گل کی تمنا اگر رہے موشمہ اگر گل چشم دشمن میں نہیں
 دیکھتا ہوں دیدہ باطن سے عکس روئے دوست ہے بجائے دل، ازل سے میری پر میں آئین
 کر دیا ہے زرد ایسا رنج فرقت نے مجھے سرے رتو سے ہوا ہے چشم بیمار آئین
 بھاگتا ہے تو لگائے لیے جاتا ہے مجھے اتر اقرار بھی ہے، غمزہ انکار کے ساتھ
 نہیں جاتی ہیں تصور سے لگا ہیں تیری مثل سڑک مری آنکھوں میں تیرے تیر رہے
 عندلیبیں کہتی ہیں وہ دست رنگیں دیکھ کر شاخ سرچاں میں اب اپنا آشیانہ کیجیے
 جس طرح ہے وہ مکاں، یہ بھی تو ہے تیرا مکاں دل میں بھی اب تیری دیواروں سے روزن چاہیے
 داغباے یاس کی سوزش خوش آتی ہے مجھے غسل میت میں بھی کچھ حاجت نہیں کافور کی
 باں صبحدم ہے طول شب ہجر کی ہوس گویا کہ پیری میں ہے تمنا شراب کی
 آتش رنگِ حنا سے ہو گیا بیاں بیٹیر ہاتھ میں تیرے صنم کوئی مستدر چاہیے
 بار کے دروازے سے کیونکر اٹھوں میں ناتواں بازو اس کا قوت بازو نظر آتا مجھے
 محتسب سے دخترِ رزکو چھپائیں کیوں نہ ہم چاہیے پیرِ مغان حرمت تری ناموس کی
 زندہ جاوید میں بھی چاہیے نسبت ضرور تا کجا کوروں کے مردوں کو پکارا کیجیے

(۴۴۰)

آگ میں پڑ جاتی ہے جو چیز، ہو جاتی ہے پاک پاک ہے میری نگہ اس رونے آتشناک ہے

غیر پاں کوئی نہیں اپنے سوا دال اس پر لا تسبوا الدھر ہے

بیڑی ہے خاردار، نہیں جیسے خار دشت الفت نبھی جنوں، سرے پاؤں سے خار کی

لا کہوں ہی گوشہ گیروں کے ابروئے خوں کیے ہر چند یہ کمان ہے بے تیر، بار کی

عجر میں میرے دھن سے آشنا جائے ساغر سابقا خمیازہ ہے

کلکوں اکر بھگاؤ مجھے قتل کر کے تم مثل غبار میرا لہو ساتھ از چلے

بحرِ اضمحلال میں، و توجہ پر سامہ تاباں ڈوب جائے جامِ کنگن میں نہ کیوں کر سامہ کنگن ڈوب جائے

آگیا ہے یاد وہ سرو چراغاں باغ میں اس قدر روؤں کہ ہر سرو و گلستان ڈوب جائے

تیری آرزو ہو، اکر آرزو ہو یہی آرزو ہے، اکر آرزو ہے

قطعات تاریخ

بہر بابوس جگر بند نبی زوجِ علی
سال تاریخ و فاتحِ خرد ناسخِ گفت
زین جہاں رقتِ بفر دوس (کذا)
”ہی ہی آدینہ بست و یکم شہر سوم“ (۱۲۳۹ھ)

علامہ مصر زین جہاں رقت
بوذر [ز] زمانِ گذشتِ افسوس
او پیرو مرتضیٰ علی بود
برہانِ خدا بخلقِ بودہ
سرزا کاظمِ علیتِ اسمش
شبہا یہ نمازِ زندہ سی داشت
او عاشقِ آلِ مصطفیٰ بود
جان از تن او یہ طوسِ رقت
علمِ فتم و حدیث و قرآن
تاریخِ وفاتِ آن محقق
زین دشت یہ گلشنِ جنان رقت
سلمان ز جہاں گذشتِ افسوس
مولایم بود و ہم ولی بود
بے مثل بخلق و خلقِ بودہ
چون روح لطیف بود جسمش
رایت یہ جہاد و نفسِ افراشت
او عاشقِ صادقِ رضا بود
یعنی پشی پای بوس رقت
شد ختمِ براں معینِ ایمان
جستم ز طبیعتِ مدقق

(۳۳۱)

آواز آمد ز چرخِ اطلس "وی رفت بشمہ مقدس" ۱- (۸۱۲۵۱)

روزِ بست و ششم مہ پنجم حاتمى رفت زین جہاں صد حیف
گفت تاریخِ فوتِ حافظِ غیب "حیف نواب میرخان صد حیف" (۸۱۲۵۰)

لہ الحمد کہ بشکفت امروز گلِ بستانِ چنابِ زہرا
ہمین پسرِ وزیرِ اعظم دخترِ پاکِ خدا کرد عطا
گفت تاریخِ ولادتِ حافظ "مثلِ مریم بچہاں شد پیدا" ۸۱۲۴۲

ساخت مرزای عزیز القلم چون ہی مسکنِ خود کشتانہ
سالِ تاریخِ بنایشِ ناسخ زد رقم "ہست ہمایوں خانہ" ۸۱۲۳۳
ز میلادِ مرزا محمد دلم بشاردی و عیش و طرب شد قرین
خرد گفت تاریخِ مولودِ او "الہی مبارک بود بختِ این" ۲۰۸۱۲۳۲
ہیامِ مبارک کرد تعمیر چہ دولتخانہٴ مسعود مرزا
نوشتم سالِ تاریخِ بنایش "ہمایوں باشد این تعمیر اللہا" ۸۱۲۳۷

درِ لا میرای من از لکھنؤ نمودہ بسوی بریلی سفر
جدائی میانِ من و آن جناب شدہ ہجدم ہنچشمِ صفر
جدائی او ہم گوارا نبود ولی برد با خود مہ سالہ پسر
کہ بودی مرا روز و شب در کنار ز نظارہ اش بود نورِ نظر
کریزانِ غمِ دین و دنیا ز من شدی تاہ یکپاس شب از سحر
رخ از زلف بود اختر (کذا) کفرِ پای او بلکہ شمس و قمر
بگہوارہ کردی سخن چون مسیم با دم بشاردی حیاتِ دگر
مرا کار با گریہ ہی او چو امت چو فریاد او ہست شورم پسر
ہرون آورد دم بدم طفلِ اشک برای تسلیٰ من چشمِ تر
کند تیغِ غم بند بدم جدا باں نیشکر دوست چون نیشکر
دلم گشت ہر خونِ بزرگِ انار چو انگور یک آبلہ شد جگر

۱- مرزا کاظم عی کی وفات پر کہیے ہوئے اس قطعہ تاریخ کے اشعار نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶۔
غیر مطبوعہ ہیں۔ بقیہ مطبوعہ اشعار نقل کرنے کا مقصد تسلسل اور معنویت کو برقرار رکھنا ہے۔

۲- سادہ تاریخ سے یہ سنہ مستخرج نہیں ہوتا۔

(۴۴۳)

الہی ز آفات محفوظ باد یحقر دو فرزند خیر البشر
جوان گردد آن دلیرا بلکہ پیر بعز و بجاہ و بشان و ہنر
بود سالک فوج و کوس و علم بود صاحب علم و فضل و ہنر
بی سال تاریخ کوچ سعید بگفتا خرد "یا الہی ظفر" ۱۲۳۷ھ

مژدہ باد اے میرزای صاحب علم و حیا شد بانضال خدای ماہ و ماہی دستخط
سال تاریخ سعید ابن نوید یا امید زد رقم ناسخ "ہمایوں باد الہی دستخط" ۱۲۳۸ھ

اللہ الجند و الثنا و التسلیم فرمود عطا بعیرزا پور مہین
ہم سال مبارک و ہم اسم مسعود ناسخ بنوشت "میرزا فخرالدین" ۱۲۳۳ھ

غنی شوال کی جو پانچویں کو ہوا کشمیر کا عازم یکایک
ہوئی تاریخ ناسخ اس سفر کی سفر کشمیر کا ہووے مبارک ۱۲۲۱ھ-۱۲۲۱ھ

از خسوف این شب چہار دہم در نظر غای شد شب تیرہ
سال تاریخ خامہ ناسخ زد رقم "وای شد شب تیرہ" ۱۲۳۸ھ

چون ساخت امام باڑہ عالی شان از مال حلال صاحب جود و کرم
سال تاریخ این مقام تعظیم دل گفت کہ "روضہ امام عالم" ۱۲۳۳ھ

چون ساخت ضریح اقدس پاک خالی ز ریا غلام حیدر
بہر سالش ز کلک ناسخ گردید رقم "ضریح اطہر" ۱۲۳۳ھ

پناہی زین خسوف ماہ بارب کہ مردم را کمان حشر گردید
بگو ناسخ برای سال تاریخ "ہویدا این نشان حشر گردید" ۱۲۳۳ھ

چون نفس نبی ممد باشد بر نفس شدیم غالب امروز
ناسخ گفتیم سال توہ یارب شدہ ایم نائب امروز ۱۲۳۰ھ

چو خان ذی چشم گویا تخلص بہار گلشن خلق و سروت
ہلنگ عرصہ ہر ہول و ہیجا نہنگ بحر خونخوار شجاعت

۔ مادہ تاریخ سے منہ ۱۲۲۱ھ مستخرج ہوتا ہے ۔

(۳۳۳)

مزاجش را بهر حال اعتدالست دلی از حد گذشت اندر سخاوت
با فضالِ خدا غسلِ شفا یافت دلِ بُرداغِ ما شد باغِ عشرت
خرد تاریخِ غسلِ صحتش گفت "انلها خانِ ما بادا بصعت" ۱۲۳۷

خدایا خانِ ما بادا بعزت میانِ بندگانِ بادشاهی
رقم گردید ناسخِ سالِ فصدش "بخانصاحب مبارک فصد النبی" ۱۲۳۷

یافتی از وزیرِ عندِ گهڑی ای امیرِ حریِ بساعتِ نیک
کلکِ ناسخِ نوشت تاریخش "شد عطایِ گهڑی بساعتِ نیک" ۱۲۳۷

همچو آبائی کرامِ خویش و اجدادِ عظام واجب التوقیرِ خواجمِ بادشاهِ ما بود
طبعِ ناسخِ بهر سالِ سولدرِ مسعودِ او گفت "النهی پیرِ خواجمِ بادشاهِ ما بود" ۱۲۳۷

زهی تنجی که اندر خوابگاهی نه بهرامِ فلکِ دیده چینی فتح
زبانِ تیغِ کلکم گفت تاریخ "بنامِ عسکری گردید این فتح" ۱۲۳۷

بمروا محمد رضا کو خدا همایون کند کد خدائی خدا
کند زود اولادِ صالحِ عطا عنایش مبدل شود از غنا
ترقیِ جاهش شب و روز باد شبِ قدرِ شب، روزِ نوروزِ باد
بهر جنگ باشد ظفریابِ او چو خورشید باشد جهانتابِ او
دلا سالِ حاصلِ یکایک شده "بگو جشنِ شادی مبارک شده" ۱۲۳۷

تختِ خود شاهِ زمن بعد از قرا یوسف گرفت زود ازینجا تا بایران حکمِ وی نافذ بود
یا امیرالمومنین شاهِ نجف شیرِ خدا بر سرِ فقهور و خاقان حکمِ وی نافذ بود
بر هم رویِ زمینِ بهر رسولِ هاشمی همچو خورشید درخشان حکمِ وی نافذ بود
چون سکندر دایماً در هفت اقلیمِ جهان زیورِ چترِ هفت ایوان حکمِ وی نافذ بود
سالِ تاریخِ جلوسِ منیمت مانوسِ اوست یا النبی چون سلیمان حکمِ وی نافذ بود ۱۲۳۷

سرِ شاهانِ عهدِ شاهِ زمن شیرِ میدانِ رزمِ قلمِ شکن
غازیِ دین، حیدر، تش نام حامیِ دینِ احمد است مدام

(۳۳۳)

تاج او همچو مهر رخشان است تخت او، چون فلک، درخشان است
 معذلت گستر است چون کسری توان زنج کرد کس کس را
 چون باورنگی سلطنت پنداشت پنجم ظلم و جور را بشکست
 تا ابد باد، بادشاهی او آید این راست کجکلاهی او
 فکر سال جلوس بنمودم از زمین تا سپهر بیمودم
 زبر و بینات بشمرده سوی مطلوب خویش پی بردم
 اندرین سلک نظم دُرستم "خلدالله سلکم" گفتم ۸۱۲۳۳

از قدوم جناب شاه زمن یافت توقیر خیم بر مثل
 بهر سال مبارکش ناسخ کرد تحریر "خیم بر مثل" ۸۱۲۳۴

چو مسجد شد بنا الله اکبر بحکم حضرت ظلّی الاهی
 به ناسخ گفت هاتق سال تاریخ "بنا شد مسجد پرنور شاهی" ۸۱۲۳۸

ای بادشاه غازی ای تاجدار عادل حکم تو کرد تعمیر موتی محل مبارک
 از روی بینات و هم زبر سال تاریخ ناسخ نمود تحریر "موتی محل مبارک"

شاه زمن خدیو جهان سایه خدا تصری جهانمای بنا کرد چو سما
 از روی بینات و زبر سال اینعز هاتق بگفت "باد مبارک جهان نما" ۸۱۲۳۹

بحکم حضرت شاه زمن تعمیر شد قصری کم مانندش ندیده هیچکس از ماه تا ماهی
 ز قصر لاجوردی از برای سال تعمیرش ندا آمد "همایون باد این قصر شهنشاهی" ۸۱۲۴۱

حضرت شاه زمن ظلّی الله بادشاه عدل گستر دین پناه
 باد همچو خضر عمرش جاودان چون سلیمان حکم راند در جهان
 شد بحکم محکمش قصری بنا کز خجالت قصر گودون شد دونا
 قصر کی باشد برفعت این چینی شد نزول عرش اعظم بر زمین
 در عمارت آب حیوان ریختند خشتها بر لعابا دارد شرف
 شمسها چون شمس می دارد ضیا بلکه باشد شمس از خجالت سما
 همچو باب باغ رضوان هردر است هرنگهبان همچو رضوان برادر است
 سال تاریخ همایون راست راست گشت ناسخ "شاه جهان قصرها ست" ۸۱۲۴۱

(۴۴۵)

- خداوند نواب دستور اعظم کاندیش عیش صد سال با تندرستی
 خرد گفت سال هما یون صحت "الطبی بود دایم تندرستی" ۱۳۳۸
- یافتی خلعت نیابت را روز افزون شواد جاه و جلال
 بهر نذر جناب تو ناسخ گفت تاریخ "خلعت اقبال" ۱۳۳۳
- شکر آن شافی که در یکدم نور جسم مرا شفا بخشید
 سال غسل شفا ی آن مسعود عاتقی گفت "باد غسل سعید" ۱۳۳۱
- صد شکر میں بیگیا بلا سے یارو یہ مقام تہیت ہے
 تاریخ بلائے ناگہانی عاتقے کہی کہ "خیریت ہے" ۱۳۳۵
- خان عالی نسب و پاک نژاد صاحب سیف و شان و دہ داد
 تیغش آن بوق کہ خون بار انست دستش آن ابر کہ در افشاست
 ذات او عقل مجسم آمد رای او صائب و محکم آمد
 نور قلبش ز علوم نافع سہر جرأت ز جنبش ساطع
 باطنش زہد و تنعم ظاہر دامنش از گل دنیا طاهر
 دست ہمت بزر آلود ازان کہ بجز زر نبود جود عیان
 ورنہ او کی سر دنیا دارد روی دل جانب عقیل دارد
 عدل او شرع پیہر باشد خویش و بیگانہ برابر باشد
 سیم وزر بخشد و منت نہند مزد بی رنج مشقت بدهد
 دست او وقف جہاد اصغر دل او محور جہاد اکبر
 فدوی خاص وزیر اعظم خاص اخلاص وزیر اعظم
 سرور لشکر اہل اسلام روح در پیکر اہل اسلام
 چشم او ہست حیا آلودہ دل او ہست وفا آمودہ
 وعدہ اش صادق و عہدش واثق زین حشم ہست زیادہ لائق
 نظم او وزن فصاحت دارد نثر او سجع بلاغت دارد
 سی چکد عشق ز ہر مصرع او نور صد سہر ہر مطلع از
 قصہ عشق ہم دیوانش داستان دل او دستانش
 دفتر نظم مرتب فرمود گلشن نظم مرتب فرمود
 سال اتمام و سن ترتیبش گفت دل "ہست کتاب دلکش" ۱۳۳۲

(۴۴۶)

- النبی خطا کردم و ظلم کردم بکشم دو بوزیم اے وا یکدم
پیش و بخشای بر حال زارم امیدم بر آید من امیدوارم
نظر بر سیم کاری من مغرما نظر بر تہ کاری من مغرما
عنایت بکن زود توفیق خیرم بکیم رسان و بکن ہدم دیرم
بت خود پرستی من زود بشکن خم جوش مستی من زود بشکن
بشوزاب الطاف روی سیاہم بعشتم ترحم نگر بر گناہم
بروح جناب شفیع قیامت بروح اریکم نشین امامت
محجیب دعا شوکتوں مغفترم من تو غفار هستی و مستغفرم من
دلہ گفت تاریخ با آہ و یا رب ”بکن خون بوزینگان صفہ یا رب“ ۸۱۲۳۲
- چہرہ آلودہ گریہ مانند گویہ چونہ ذہن سلطان عالی جناب
رقم کشت تاریخ این واقعہ ”نہاں نہد بریر زمین آفتاب“ ۱۰۸۱۲۳۱
- رہت ز غار فنا عبدالرزاق عاشق بادا عالی ہاشمی
گفت ناسخ مصرع سال وفات ”حشر باشد تا نبی“ ہاشمی ۲۰۸۱۲۳۳
- حیدر علی ہاتف خوش فکر و بلیغ در عہد شباب مرد از حق ہیبت
ناسخ بکمال غم نمودم چون فکر ”ہاتف ز جہاں ہفت“ شد سال وفات ۸۱۲۳۳
- شد ز دنیا یکم مریم صفات یا شفیع المذنبین مغفور باد
از حساب بینات و زیر سال گفت دل با فاطمہ محشور باد ۸۱۲۳۴
- افسوس صد افسوس کہ مرزای جواں مرد بیمار شدہ ہائزدہم ماہ محرم
چون وقت عشائرد، شدہ سال وفاتش ”صد حیف شب شانزدہم ماہ محرم“
۸۱۲۳۵
- چون نجابت شاہ زیب عالم گذشت جذب و کشفہ خویش را با خویش بزد
سال تاریخ وفاتش ہر عقل گفت ”تطبہ لکھنو امروز مرد“
۳۰۸۱۲۳۵

۱- مادہ تاریخ سے ۱۲۲۰ مستخرج ہوتا ہے۔

۲- مادہ تاریخ سے ۱۲۳۶ نکلتا ہے۔

۳- مادہ تاریخ سے سنہ مذکورہ نہرآمد نہیں ہوتا۔

(۳۳۷)

هر کس که کند صبر بمرگ اولاد بروی صلوة هست و رحمت ز اله
تاریخ وفات او نوشتن ناسخ "لخت دل والدین ای وایلاه" ۸۱۲۳۵

پسر مرزا جعفر علی قصیح

خفته در پهلوی پدر ناگاه شد فنا وای میرزا کاظم
سال تاریخ این غم جانکاه گفت دل "های میرزا کاظم" ۸۱۲۳۵

ایضاً ۵

یوسف در خواب شد حیف به کلکتہ کم غیرت سہتاب شد حیف به کلکتہ کم
مصرع سال وفات خام ناسخ نگاشت "گوهر نایاب شد حیف به کلکتہ کم"
۸۱۲۳۳

مرزا بیر علی زوار

ناگاه جناب سید ذی اخلاق بنمود ازین جہاں سفر صد افسوس
تاریخ وفات او نوشتن ناسخ "بست و دوم باد صفر صد افسوس" ۸۱۲۳۵

سحر یازدهم بود و سر ذیقعدہ کہ بمرد آہ صد افسوس حسین الدین خان
مصرع سال وفاتش نوشتن ناسخ "وا ویلاه صد افسوس حسین الدین خان"
۸۱۲۳۳

جہاں را بفقدان تحسین علی خان شدہ بر زبان های نواب ناظر
جو رفتیم در فکر سال وفاتش بگفتا خورد "وای نواب ناظر" ۸۱۲۳۷

نشانی نماند از امیران سابق چورفت از جہاں های قاسم علی خان
دلا از پی سال تاریخ فوتش بگو "سرد ای وای قاسم علی خان" ۸۱۲۳۳

مجتہد العصر

ای وا جناب میر دلدار علی در باغ جہاں بود درخت پر بار
رویش چہ گلی بود کہ پژمردن آن بنمود گلستان جہاں را پر خار
از سرور قدرت پست قدر سرور چمن وز نکبت موخون جگر مشک تار
در محفل خود داد فصاحت می داد چون بلبل نغمہ سنم اندر گلزار
بہر قطع دلائل فوج عدو با تیغ زبان خود نمودی پیکار
تصنیف نمود چون عماد الاسلام شد محکم امام دین احمد بسیار

(۳۴۸)

ابن عربی کاشت جرجر بسفر از بیم شهاب ثاقب صاعقه باز
حاضر پدرش پیل سواران بودند لیکن نشدہ گاہ سر موری باز
از مدت دہ سال عمیں حالش بود (کذا) خفقان ہمیشہ می داد آزار
تاریخ وفات او نوشتہ ناسخ "وی آہ بمرد مقتدای ابرار" ۸۱۲۳۵

تاریخ وفات دختر شیخ محمد علی عرف شیخ مداری بکا تخلص
دوست دارم بمرگہ دختر خویش آہ می گفت ہای دختر ہای
سالہ تاریخ این غم جانکاہ عاتقی گفت "وای دختر وای" ۸۱۲۳۸

چوان از ریمہ فالج در گذشت صد افسوس انبیا خاں وای افسوس
رقم زد کلمک تاریخ وفاتش "صد افسوس انبیا خاں ہای افسوس" ۸۱۲۳۹

زین جہان بیرمسکری خاں دوش ہای عیمات نوجوان رفتہ
گفت سالہ وفات او ناسخ "وای عیمات نوجوان رفتہ" ۸۱۲۳۹

شدہ قتل امروز آغا توکل مع پور و پور ہسر وا دریغا
ہی سالہ تاریخ در گوش ناسخ خرد گفت "ای وای افسوس آغا" ۸۱۲۳۷

مجتہد العصر

شد ز دنیا مولوی عبدالعزیز ہای فخرالدین رازی بود ہای
گفت ناسخ سالہ تاریخ وفات "وای فخرالدین رازی بود وای" ۸۱۲۳۹

ایضاً

شاہ صاحب چو گذشتند سوالی گفتند کاشف معنی قرآن و احادیث ای وای
سالہ تاریخ وفاتش بنوشتہ ناسخ "حیف ای عالم فرقان واحادیث ای وای"
۸۱۲۳۹

ولہ ایضاً

گشت از مرگہ مولوی صاحب ظفر سنیان شکست ای وای
دز غم او چنان زدند بسنگ کہ سر سنیان شکست ای وای
ماتمہ او ہزار نشتر غم بیر سنیان شکست ای وای

۱- اس مادۃ تاریخ سے درست سنہ ۸۱۲۳۵ مستخرج نہیں ہوتا۔ البتہ مصرعہ تاریخ کو
"ای آہ کہ مُرد مقتداء ابرار" پڑھا جائے تو مطلوبہ سنہ نکلتا ہے۔

(۹۳۹)

بر چه روزانه خون را آلوده
غصه ر سبیلان شکست ای وای
صریح سال رحلتش گانم
"گمر سبیلان شکست ای وای" ۸۱۲۳۹

میر افضل علی افضل ز جهان
نیشتر برج چهر ایمان
صاحب کدس و لوا و لشکر
داشت انور جلو خویش ظفر
بود چون طالب دیدار علی
زین جهان رفت بر دربار علی
منزلش چشت ماوا بنمود
ایش در سایه طوبی بنمود
قلب او معبود می بود
دست او صرف سخاوت می بود
بود او عاشق اولاد علی
بدلش داشت غم آل نبی
گشت تاریخ وفاتش مشهور
"باد با شاه شهیدان محشور" ۸۱۲۴۰

زین جهان میر ابوالحسن ناگاه
بست و هشتم نمود عزم جهان
بود روز وفات شاه رسل
کم ز دنیا گذشت با ایمان
راکب کشتی نجات شده
سایح بحر رحمت رحمان
پید و متنی و مومن بود
باد محشور با شم مردان
بهر سال وفات آن مرحوم
گفت دل "های آخر شعبان" ۸۱۲۴۰

شد فنا میر ابوالحسن ای وای
داد داغ غمش بر من ای وای
ماه شعبان شب دوشنبه بود
کم ز قصر بهشت او آمود
بود چون های بیست و هشتم
سال شد "وای بیست و هشتم" ۸۱۲۴۰

تواریخ وفات مرزا قتیل

بود مرزا قتیل مد افسوس
مونس و غمگسار و صاحب ما
سال فوتش بهشتی او ناسخ
گفت "خوایده است جانب ما" ۸۱۲۴۳

ایضاً

آرام و قرار و صبر و تاهم
هیبت قتیل برد ای وای
تاریخ وفات او نوشتیم
"هیبت قتیل مرد ای وای" (۸۱۲۴۳)

صم مرزا قتیل از دنیا
عزم بخت نمود واویلاه
سال تاریخ رحلتش ناسخ
گفت استاذ بود واویلاه" ۸۱۲۴۳

ایضاً

زین جهان رفت بفر دوس قتیل
بود کو پشت و پناه شعرا
سال تاریخ وفاتش ناسخ
زد رقم "شاهنشاه شعرا" ۸۱۲۴۴

(۴۵۰)

ایضاً

رفت مرزا قتیل از دنیا جگرم سوخت خاطریم افسرد
کلک ناسخ نوشت تاریخش "شاه شاعران هند برود" ۱۲۳۳ھ

ایضاً

وا درینا کرد رحلت زین جهان مرزا قتیل صاحب طبع بلند و شاعر معجز بیان
بود یکتا عالم علم و عروض و قافیہ نداشت علم ہم ریاضی ہم بدیع و ہم بیان
با نظم می بود در نظم لطیف هم کلام بود با سحر بی نثر آبدارش هم زبان
می دهم او را اگر ترجیح بر حاتم بجا ست بود با . . زمان حاجت روای مرد من
کرد ناسخ سال تاریخ وفات او رقم "طوطی هندوستان گردید طوطی آشیان"

۱-۱۲۳۳ھ

ایضاً

عزم جنت کرد چون مرزا قتیل شد خزان در بوستان شاعری
گفت ناسخ سال تاریخش که "های آفتاب آسمان شاعری" ۱۲۳۳ھ

ایضاً

تیره چون کور شد از مرگ قتیل دهر در چشم من ای واویلا
سال تاریخ وفاتش گفتم "شمع بزم سخن ای واویلا" ۱۲۳۳ھ

امروز برود آن غریب الله شاه کوداشت چو خوی خود سراهای غریب
سال فقدان آن عجب الخلقت ناسخ تحریر کرد "ای وای غریب" ۱۲۳۰ھ

دفن گردیده بصحن مسجد تعمیر خویش چون الهی جان که بودش بزبان اهل بیت
سال تاریخ وفاتش وقت تاثیر دعا گفت دل "گردد الهی حشر او با اهل بیت"
۱۲۳۰ھ

والد ماجد فقیر محمد خان بهادر

زین عیان شد بلند خان امروز ذره تا آفتاب خویش رسید
سال تاریخ رحلتش ناسخ "تور الله مضجعم" گردید ۱۲۳۰ھ

ایضاً

چون رفت بلند خان ز دنیا در خلد بریں نمود ملوا
سال تاریخ رحلت او ناسخ بنوشت "غره ای وا" ۱۲۳۰ھ

۱. مادہ تاریخ سے ۱۲۰ھ مستخرج ہوتا ہے، جب کہ مطلوب سنہ ۱۲۳۷ھ ہے۔

۲. مادہ تاریخ سے مطلوب سنہ برآند نہیں ہوتا۔

(۳۵۱)

ایضاً

شد ز دنیا بلند خلق بہ وجبہ ہای افسوس سر بلند سخی
گفت سال وفات او تاسخ "وای افسوس سر بلند سخی" ۸۱۲۳۔

ایضاً

فردوس میں غرہ رجب کولاریہ پہنچا مے بلند خان بہ دین اکمل
تاریخ وفات کی یہ میں نے لکھی "مے آخر روز جمعہ یوم اول" ۸۱۲۳۔

خوش دامن خواجہ وزیر

زین جہاں رفت مومنہ امروز بہر گنگشت یوستان بہشت
سال تاریخ خامہ تاسخ "ہای خوشدامن وزیر" نوشت ۸۱۲۳۔

مظہر را سجادہ نشیں • بودہ شاہ غلام علی
سال وفاتش شد مرقوم "واویلاہ غلام علی" ۸۱۲۳۔

شاہ چھڑا

ہر کسی امروز دارد ہر زبان آہ واویلا چھڑا مجذوب مرد
از برای سال تاریخ وفات • مانقی گفتا "چھڑا مجذوب مرد" ۱۰۸۱۲۳۔

شد اخراج عدو اللہ امروز دلا این مژدہ از ہر کس شغتم
ہی تاریخ اخراجش بہ ہر کس "شد اخراج عدوی ما" بگفتم (۸۱۲۳۔)

وی شندم کہ شد از دار فنا بہ عدم شیخ رحیم اللہ ہای
سال تاریخ وفاتش تاسخ زد رقم "شیخ رحیم اللہ ہای" ۸۱۲۳۔

طالب علی خان عیشی

خواب از چشم و قرار از دل و ہوش ار سرا زین جہاں سوی عدم آہ بخود عیشی مرد
تیم ماہ چو شد سال وفاتش گردید "حیف ماہ صفر و پانزدہم عیشی مرد"
۳-۸۱۲۳۔

ایضاً

آہ طالب علی عیشی رفت ناگہاں زین نرای رنج و معن
مرضش ہیضہ وہای بود کہ ازال رفت جان او از تن
بود ای وای طہم موزونش بلبل نقہ سنج باغ سخن

۱۔ مادہ تاریخ مے ۸۱۲۳ برآمد ہوتا مے۔

۲۔ مادہ تاریخ مے ۸۱۲۵ برآمد ہوتا مے۔

۳۔ مادہ تاریخ مے مطلوب سنہ برآمد نہیں ہوتا۔

(۳۵۲)

از بهار کلام رنگینش می شدی بزم شعر رشک چمن
گفت سال وفات او ناسخ "های افسوس ای سخنور من" ۱۲۳۰ هـ
حیف مد افسوس مد افسوس حیف از قضا ناگاه قاسم کشته شد
بهر سال این غرای جان گرا گفت ناسخ "آه قاسم کشته شد"
۱۲۳۶ هـ

آه از درد جگر در یک دم رفت ازین دار فنا میر حسین
گفت تاریخ و فاش هاتف "ناد یارین رحول الثقلین" ۱۲۳۹ هـ
شد رها از بند جسم آزاد خان چون ملک بست آشیان اندر چنان
سال پرواز حمام روح اوست "ناد محشر با شفیع عاصیان" ۱۲۳۹ هـ
در عهد شباب لائق اندر دهلی شد عازم آن عالم از این عالم وای
تاریخ وفات او رقم زد ناسخ "افسوس افسوس مرد شاگردم وای" ۱۲۴۰ هـ
بنجشم بست و پنجت از جمادی نخست میر سید احمد از دنیا شده سوی بهشت
کلک ناسخ سال تاریخ وفات آن بزرگ "کوچ بندود از مسافر خانم دنیا" نوشت
۱۲۴۱ هـ

مرد خواب حسن سوداگر چاک کردیم گریبان چو کفن
گفت تاریخ و فاش ناسخ "مرد خواب حسن نائب من" ۱۲۳۶ هـ
بود چون پیرو ائم دین از چنان رفت میر اسماعیل
نکر سال وفات یافت کم "های از جهان رفت میر اسماعیل" ۱۲۳۳ هـ
نعم طفل شیر خواره شده همد هم آه و ناله و شیون
گفت سال وفات او ناسخ "آفت تازه آمده بر من" ۱۲۳۶ هـ
عالمی در دمیده من شد سیاه چون به جنت میر بدرالدین برفت
شد همی از خام ناسخ رقم سال رحلت "میر بدرالدین برفت" ۱۲۳۳ هـ
تو هستی رؤف اوست عبدالروف برای علی یا النبی بیخش
شده سال تاریخ فوتش رقم "برای نبی یا النبی بیخش" ۱۲۳۶ هـ

۱. ماده تاریخ ۱۲۳۶ نکلتا ۷۰

(۳۵۳)

- شیخ ذی دانش محمد روشن آه عازم ملک عدم شد زین سرای
گفت ناسخ مصرع سال وفات "شهر شوال و شب آدینه های" ۱۲۳۶ هـ
- زین دار فنا حمایت الله خان رفت شد باد شیب وجود و خلقتش جانکاه
تاریخ وفات آن مهذب ناسخ گو "واویلا حمایت الله خان آه" ۱۲۳۶ هـ
- زهی حضرت بیگم یا که هر دم دعد خلق بر عفت او گواهی
رقم کرد ناسخ سنه این وفاتش "بمعشر بود با خدیجه النبی" ۱۲۳۳ هـ
- های مرزا علی محمد وای روی چون ماه خود به خاک نهفت
سال تاریخ ابن الم ناسخ "حیف هیبات و ثبور" بگفت ۱۲۳۳ هـ
- در کفن پنهان چو شد آن جسم نور خاک افشا ندند بر سر شیخ و شب
سال تاریخ کفن پوشیدنش گفت دل "هست آفتابی در سحاب" ۱۲۳۳ هـ
- بگفت آفرین باد حشوم خدا با بحق پیمبر به شاه شهیدان
تو هم ناسخ از بهر سال وفاتش بگو "باد معشر بشاه شهیدان" ۱۲۳۳ هـ
- میر نوروز علی یافت وفات زین جهان شد به چنان عهد شیب
گفت تاریخ وفاتش هاتف حیف رقم ز جهان عهد شیب (۱۲۳۳ هـ)
- مرزا مغل که بود دلا اوستاد ما امروز رفت سوی چنان و مصیبتاه
کردیم بهر سال وفاتش چنین رقم شد مهرزای ما ز جهان و مصیبتاه" ۱۲۳۳ هـ
- فخر الاسلام زین جهان رفت در ظاهر گشت نیکش انجام
سال تاریخ رحلت او گفتم "صد حیف فخر الاسلام" (۱۲۳۵ هـ)
- ز دنیا های میر اکبر علی رفت بود او را پیمبر شافع حشر
نوشتم سال تاریخ وفاتش "الشیخ باد اکبر شافع حشر" (۱۲۳۳ هـ)
- مفتی زمان غلام حضرت امروز از باغ جهان شد سوی جذبات ای وای
تاریخ وفات او نوشتم ناسخ "مردندافسوس حیف مفتی صاحب ای وای" (کذا)

(۳۵۳)

شود چون نه مغموم و محزون دلم کم ناگاه قل احمد افسوس رفت
خرد گفت تاریخ فوتش چینی "ز دنیا قل احمد افسوس رفت" (کذا) ۱۲۳۶ هـ

میان آفرین صاحب عز و جاه بگلزار فردوس شد زین جهان
خرد سال تاریخ این واقعه بگفتا "بجای آفرین داد جان" ۱۲۳۳ هـ

از رحلت آفرین علی خان ای وای شد حشر درین جهان بیا از ماتم
تاریخ وقت او نوشتم ناسخ "شد دفن بمقتل امام عالم" ۱۲۳۲ هـ

بسر داده گریلا رفت از هند بی خواب قلم علی خان بهادر
چینی سال فوتش رقم کرد ناسخ کم "نواب قاسم علی خان بهادر" ۱۲۳۳ هـ

به عدم صبر و طاقت دل ما برد افسوس قدوة الامرا
گفت سال وفات او ناسخ "مرد افسوس قدوة الامرا" ۱۲۳۳ هـ

ازین وادی بر خطر رفت تا کم بگلگشت چنات طالب علی خان
دلا از بی سال تاریخ نوشتش بگو "های هیاهات طالب علی خان" ۱۲۳۰ هـ

میر دلداری علی سلطان ملک اجتهاد نیک سیرت پاک طهت کوه نمکین دین پناه
شد نهان در مغرب مرتد چون آن خورشید دین روز روشن چون شب مرقد به چشم شد سیاه
شارع شرع متین و حاسی دین مبین نور چشم مصطفی لغت دل شیر الم
داشت با انوار فیض دهر را روشن مدام در جوانی بود چون خورشید در پیری چو ماه
اعتمادی حیثیت بر قول ابابش خلق بر صلاح و زهد او هستند اعلا هم گواه
بود با هر کس مساوی ، خلق او بی بیش و کم بیش او بودند یکسان اهل فقر و اهل جاه
مثل او کس دافع شر عدو الله نشد دین احمد را نباشد همچو او کس خبر خواه
به گمان عیسی نفس بودی بی احمای دین می رساندی بر صراط المستقیم آن خضر راه
از برای صید مرغان معنی بلند دام گستروی بروی صفح از تار نگه
کافران از خود اگر آرند ایمان دور نیست جهد او نگذاشته در حق و باطل اشتباه
سال تاریخ وفات آن جناب مستطاب گفت دل ای مفتدای شیعیان حیدر آه

۱۲۳۵ هـ

(۳۵۵)

ایضاً

ای محبت زمانه افسوس کردی ز سرای دهر رحلت
شد در غم تو مصفیه پوش گردید قفا لشک حسرت
از گم شدنش جهان شده تار ای مید آفتاب طلعت
لشک شد لعل کون به هجرت ای گوهر معلن رسالت
شد باغ جهان به دیده ام خار ای گلین گلشن سیادت
بی واهنا شده من افسوس ای خضر به وادی هدایت
در هند چو کعبه مدینه کردی تو نماز باجماعت
کشتید ز فیض محبت خلق آگه ز ولایت و سنت
گر دید نگون نشان اعداء وایت تفرشت تا که رایت
تاریخ وفات ناسخ گفت "که مروج شریعت" ۱۲۳۵ هـ

ایضاً

افسوس جنب سیر دلدار علی از یادش زان (کذا) موت چون گل پژمرد
در هر کسی نیست که در ماتم دست گریان شد هر بزرگ و نالان هر خرد
جیب صبرم غمش به یکدست درید قلب صد باره ام به یکدست فشرد
از رفتن او رفت ز دلها آرام فقدانش جان عالمی را آزرده
چون شدم که گریان بود و سوزان هم از اشک نه آتش درونم افشرده
رودا هجرش بناخن حسرت دد سرها غم او بدست ماتم بسرد
بی صبر و قرار و تاب و بی آرامش صبر و تسلیم و قرار و آرامش ببرد
ناسخ بنوشت سال تاریخ وفات "دلدار رسول هاشمی های بمر" ۱۲۳۵ هـ

ایضاً

از رفتن خود جانب فردوس دلم داده غم جانگاه صد افسوس محقق
در فکر چو رفتم بی تاریخ وفاتش دل گفت که "رفت آمد افسوس محقق" ۱۲۳۵ هـ
•
شنیدم که خوابم حسن دز گذشت دلم در غرائش شده نمره زن
خرد سال تاریخ فوتش بگفت "صد افسوس افسوس خوابم حسن" ۱۲۳۱ هـ

ایضاً

رفت خوابم حسن ز دنیا حیف های افسوس وای ویلا حیف
گفت سال وفات او ناسخ "های ای روز عید اضحی حیف" ۱۲۳۱ هـ

(۳۵۶)

در باغ وسیع خلد رفت زین محبس تنگ ناگهان قیس
این مصرع سال رحلت اوست "وحشت کرده ازین جهان قیس"

در عین نوجوانی از مرگ ناگهانی بگذشت زین جهان های مرزا علی تقی خان
ناسخ بگو بحسرت تاریخ این مصیبت "ای وای وای وای مرزا علی تقی خان" ۱۲۳۲ هـ

شد جهان بهر والدین سیاه گشت پنهان چو پور رشک قمر
مینر ها ریش گشت و خون دل ها خشک لب ها و چشم ها شد تر
رفت صبر و قرار و طاعت و هوش سوی ملک عدم باقی دلیر
کن عطا صبر یا رب از الطاف به دل مادر و به جان پدر
زود نعم البدل عنایت کن که شود مرهمی بریش جگر
طول ده عمر والدینش را بهر روح محمد و حیدر
سال تاریخ این غم جانکاه گفت دل "رفت چار سالم پسر" ۱۲۳۲ هـ

زهی قبر سید محمد علی شاه که جز صحن جنّت نباشد چنین جا
هی سال تاریخ دفن جنایت خرد گفت ناسخ "بهشتت این جا" ۱۲۳۲ هـ

در قصر بهشت یا رب این مخدوم سرور بود به زینب و با کلثوم
تاریخ وفات کلک ناسخ بنوشت "محمود بود به زینب و با کلثوم" ۱۲۳۲ هـ

دیوان سوم

غزلیات

اعلیٰ وہ ہے جو چھوڑ کے دنیا نکل گیا
سنب فلک کو توڑ کے عیسیٰ نکل گیا

وہ چمکے تیرے ماتھے میں کہ سونے میں نہیں
جو قصا تھا تماسی کا قصا ہو گیا

ہوئے جوان سے بوڑھے گرے ہمارے دانت
کبھی ہنسے نہ کہ ہم دیکھتے تھمارے دانت

ہلال کا ہے کمال آفتاب میں سب کو
غدار صاف ہے جو ہیں عیاں تمھارے دانت

خواب غفلت میں جو آتی ہے نفس کی آواز
ناتقے (کذا=کی) روح رواں ہے یہ چرس کی آواز

عشق کو ترک کیا دل تو ہے غمناک هنوز
اشک دامن میں، گریبان میں ہیں چاک هنوز

ہو گئے خاک مگر چین نہیں خاک هنوز
طلب دوست میں ہے خاک ہسر، خاک هنوز

ہو گئی وحشت دل جھاڑ کے پنچے، تیار
گرچہ ہے دور سرے جسم سے ہوشاک هنوز

شاخ کل بن گئی غنچے ہوئی لگے کل بھی کھلے
نہ لگی تھی لبِ گلرنگ سے سواک هنوز

مر گیا میں جو مجھے اس نے سنانی جو آواز
تن میں جان آتی جوں ہی کان میں آتی آواز

جتے اے سرور سہمی بالا ترے ہاتھ آئے دل
باغ عالم میں صنوبر سے کب اتنے ہائے دل

شیشہ گردوں سے لونکا اپنی قسمت کی شراب
غم نہیں ساقی اگر مینا و ساغر میں نہیں

اڑ گئی رنگت ترا جوڑا ہستی دیکھ کر
بھول گیندے کے چمن میں نسترن سے کم نہیں

میں تو اپنی سے کشی کا ساقیا دیوانہ ہوں
نصد اگر میری کھلے جاری شراب ناب ہو

راگ نکلے گا نہ مطرب پردہ ہائے ساز سے
شرم آتی ہے سرے محبوب کی آواز سے

باغ میں آمد ہے اس گل کی، ابھی آیا نہیں
اڑ چلے کل برک پہلے، رنگ کی پرواز سے

کوئے چائناں میں نہ رونا کہیں اے دہلہ تر
آبرو رکھتے ہیں ہم خاک نشیں تھوڑی سی

کی اہلیا نے عنایت سے بہت سی تعریف
آج ناسخ نے یہ بیتیں جو کہیں تھوڑی سی

رباعیات

ہی امت احمد میں بہتر مذہب
ان میں سے جنوں میں کوئی کیوں کر مذہب

مذہب کوئی ایسا نہیں جس کو یارب
باطل نہیں کہتے ہیں اکہتر مذہب

میں نے جو سنا ذکر عواذیل حسود
یعنی نہ جھکا پیشہ صفی جز معبود

سمجھا کہ نہ کام آتی توحید فقط
مردود ہے منکر نبی وہ مردود

(۴۵۸)

دیوان چهارم

آبای جهان معتمدالدول بهادر فیاض زمان معتمدالدول بهادر
 بردشمن رو به هفتش باد ظفریاب چون شیر ژیاں معتمدالدول بهادر
 پیر صدوسی سالم بود بار خدا یا با بخت جوان معتمدالدول بهادر
 جان بخشی عیسی بنماید دم گفتار اعجاز بیان معتمدالدول بهادر
 از بخشش و از عدل ضعیفان جهان را شد تاب و توان معتمدالدول بهادر
 چون ابرمطیر است زد رویا دلی خویش بر کشت جهان معتمدالدول بهادر
 ز زر بکف هر شخص چو کل در نظر آید زر داد چنان معتمدالدول بهادر
 در دیده عالم چو سلیمان به سریر است بر اسپ دوان معتمدالدول بهادر
 بهرام گر بزد چو به میدان بنماید باتیر و کدان معتمدالدول بهادر
 مرغ چورنگ رخ خود سی برد از چرخ گیرد چو سنان معتمدالدول بهادر
 چون خسرو خاور بفلک در نظر آید بر پیل دمان معتمدالدول بهادر
 دارد هم اعدای جهان را به یک تیغ چون کا هکشان معتمدالدول بهادر
 با دای به جهان تا به جهان ناصر اسلام با کوس و نشان معتمدالدول بهادر
 از روز ازل یافت بهی مصلحت خلق عقل هم دان معتمدالدول بهادر
 همچون جد امجد ببرد کلمه اژدر با زور بدان معتمدالدول بهادر
 در خلق دگر جود و دلیری جد خویش بنمود عیان معتمدالدول بهادر
 میداشت گدا هر چه تمنا بدل خویش داد است همان معتمدالدول بهادر
 جود و کرم خویش بکس و ننماید همچون دگران معتمدالدول بهادر
 در عیش و مسرت شب و روزش گذراند با شوکت و شان معتمدالدول بهادر
 ناسخ بجز این نام دگر نام نداند شد ورد زبان معتمدالدول بهادر

در مدح نواب معلی القاب مدار المہام، عمدة الامراء، یار وفادار، سپہ سالار، وزیر اعظم
 دستور معظم، معتمد الدول، مختار الماک، نواب سید محمد خان بہادر، ضمیمہ جنگ

چو نطق عیسی مریم کلام ضمیمہ جنگ چو موج چشم حیوان خرام ضمیمہ جنگ
 چو آفتاب جهان تاب و ابر عالم گیر به خشک و تر برسد فیض عام ضمیمہ جنگ
 پشنگ و گویا نریمان و رستم و پهلاد رسد چون رسم از وعب نام ضمیمہ جنگ
 چو کوه قف و سپر بریں و انجم باد وقار و مرتبه و احتشام ضمیمہ جنگ
 به صید گله جهان صید هر مراد که هست مدام باد الهی پدام ضمیمہ جنگ
 چو تو سنی که بود خوش لبام و خوش رفتار بواد ابلق ابام رام ضمیمہ جنگ

(۳۵۹)

کند دو حصہ چو مولود تو اسان بمصاف
 بہ زیرِ چرخ مقدس عدوی بدطنیت
 نطق کاہکشاں بر میان جان بست
 فلک یکی ز غلامان غلام ضیغم جنگ
 ہمیشہ تاکہ بگردونست ضیغم گردون
 بود طنوم کواکب بگام ضیغم جنگ
 دلا ہزار دلہ مردہ میشود زندہ
 بہ یک ارۂ معجز نظم ضیغم جنگ
 فلک بگیرد دستار خویش را بہ دودست
 کند نگاہ اگر سونے ہام ضیغم جنگ
 ہزبر بیش یزدان علی ولی اللہ
 معین و ناصر و جد و امم ضیغم جنگ
 سر عدو بہ و غا همچو زالہ میبارد
 ز تیغ برق وش ہی نیام ضیغم جنگ
 عدوی خیرہ کہ آغاز سرکشی بنمود
 خبر نداشت مگر ز انتقام ضیغم جنگ
 میان باغ جہاں چون خضر بر سبزی
 ہواد تا بہ قیامت قیام ضیغم جنگ
 سر حسد شود ہانمال در ہر گام
 تہ سیم فرس خوش لجا ضیغم جنگ
 چہ بنگرید ہایوان و قصر عالی او
 کہ ارفع است ز گردون مقام ضیغم جنگ
 نمود سیر و غنی اہل حرص عالم را
 صلائی عام و عطای مدام ضیغم جنگ
 ز کینہ سگ دنیا سرا چہ غم ناسخ
 ہمیشہ ورد زبان دار نام ضیغم جنگ

فی لدح نواب فلک جناب، وزیر اعظم: دستور معظم، معتمد الدولہ، مختار الملک، ضیغم جنگ

نو روز مبارک بود اے آصف دور
 درخضر تو خاتم انگشت سلیمان
 شیریں ثمر باغ شہ شرب و بطحا
 تابان گہر افسر سلطان خراسان
 واجب شدہ براہل جہاں ہاتومودت
 گو منکر آن تاکنم اثبات ز قرآن
 آن ضیغم پور اسد اللہ تو ہستی
 رویہ شود پیش تو ہر شیر نیستان
 در عہد تو خلقت بہ جمیت خاطر
 در خواب نباید بنظر خواب روشن
 جود ہی کشتی جہاں سنگ درتست
 غم نیست بہ خدام تواز شورش طوفان
 چون آیینہ گردید سکنر ہم حیرت
 کز عکس تو آیینہ شود چشم حیران
 ابر کرم شد مترشح چو بر احباب
 ای تو گشتند غریق ہم احسان
 در باغ اگر گرد ز دامن بہ فشان
 غنچہ گل خورشید بر آرد ز گریبان
 آن چشم فیضی تو کہ مردانہ شود کشت
 در خرمن خود گر ببرد نام تو دھقان
 عالی بہ شکوہست عمارات معلی
 قندیل فلک هست ہیاویز ز ابوان
 کوتاہ شود پیش کف گنج فشان
 چون دامن صحرا بود از وسعت دامن
 احباب تو منصور چو آدم بہ دو عالم
 اعدای تو مخدول ہداین چو شیطان
 سر سبز کنند سزرع اہل زمانہ
 دست کرم و جود تو چون ابر بہاران

(۳۶۰)

گر کوه بود بیکر دشمن زندش بری شمشیر تو در رزم شود چون شرور انشاه
چون دود گریزان درین هبت کوه ارض در معرکه رزم دهی اسپ جو جولان
چون خانه چشم است اگر نا [کذا] تو چون نور نظر هست سراهای تو دوران
چون سور بود دشمن بد خواه تو همال پیل تو هوا؛ هودج تو تخت سلیمان
ای صاحب اقبال بفرمان تو باشد این پیل فلک بسته زنجیر چو پیلان
خورشید اگر پرچم رایشات معلّست تقارن از نویت تو گنبد گردان
پاینده بود قصر تو چون طارم نیلی بنیاد عدوی تو حباب لب عمان
ناسخ نه نهد تا به ابد پای در غیر اینست طمع در دلش ای حاتم دوران

در تهنیت عید رمضان

چشم عید رمضان مبارک باشد شمت وشوکت وشانست مبارک باشد
ای خداوند سلیمان حشم آصف تدبیر بزم رقص پریانست مبارک باشد
از رک کردن بدخواه تو سوی جگرش آب تیغ تو روانست مبارک باشد
دشمن ابرم را تو چون مور امروز کشته پیل دسانست مبارک باشد
ای مه اوج سمای که دل دشمن دون چاک مانند کثانست مبارک باشد
نیست این گردسوار که عدو خاک شده پیش اسپ تو دوانست مبارک باشد
ناصر معتد الدوله وزیر اعظم صاحب عصر و زمانست مبارک باشد
حلقه عالم ماه است بکوش گردون بنده محکم جهانست مبارک باشد
فتح بر لشکر اعداست همایون بادا حشم و کوس و نشانست مبارک باشد
مردم افزونی جاهت جویم بیند ناسخ روز شاد و روز زبانت مبارک باشد

قطعات تاریخ

کاسران یار دگر گردیدی بهجت و اقبال تو بیند بود
گفت تاریخ مبارک ناسخ "کوکب جاه درخشانده بود" (۵۱۱۳۲)

شب و روز نواب دستور اعظم بهماناد شادان و فرمان النبی
باج سپهر شکوه و اسارت بود شمس اقبال تابان النبی
بعق ائمه که معصوم هستند شود جاه اکنون دو چندان النبی
غلامان او بر درش حاضر آیند شود دشمن او گریزان النبی
هزاران حسودند او هست تنها حمایت کند شاه مردان النبی
بود دولت و شمت و جاه او را جنود ملا یک نگهبان النبی
بی تهنیت سال تاریخ گفتم که "باشد عدویت پشیمان النبی" (۵۱۲۳۶)

(۳۶۱)

تاریخ تولد صاحبزاده بلند اقبال اعتمادالدوله سید باقر عینی خان بهادر دام اقبال

خداداد فرزند رشک چمن به یار وفادار شاه زمن
وزیر الممالک مدار المہام مسیحی سرو گلزار خیرالانام
کف دست او بود زرفشان لب او بگفتا گوهر نشان
خدا جہ اقبال افزون کند نشاط تولد ہمایون کند
سروش خرد گفت سال سعید "گل بوستان وزارت دمید" (۱۲۳۱ھ)

تاریخ خطاب

خلیفہ اللہ عدل کتر خطاب والا عطا چو فرمود
دل خداوند نعمت خود بہ نذر نظم لطیف خوش کن
برنگ کلہا شکفتہ روشد ز شادبانی جناب نوش
برای تاریخ سعد ناسخ بگو "مبارک خطاب نوش"
(۱۲۳۶ھ)

باد مسعود ای وزیر اعظم شاه زمن
سال تاریخ تولد از سپہ چارمیں
یا فتی فرزند خوش طالع بطامت آفتاب
ہاتفی گفتا "بگردون سہادت آفتاب"
(۱۲۳۱ھ)

بہ مدوح ذی قدر فیاض دوران
ہی سال مولود مسعود ناسخ
خدا داد فرزند بادا سلامت
بگفتا "بود صاحب جہ و ثروت" (۱۲۳۳ھ)

ای رشک حاتم دستور اعظم
تاریخ مولد نبوشت ناسخ
فرزند ثالث بادا ہمایون
"دلہند ثالث بادا ہمایون" (۱۲۳۱ھ)

این تازہ نہال چمن بہجت است
تاریخ ولادتش نوشتہ ناسخ
این زینت آغوش خداوند منست
"این جان و دل وزیر شاہ زمست" (۱۲۳۱ھ)

دہد ہر کسی کہ این عبارت را
سال تاریخ سعد آن ناسخ
عیش گاہ جناب والا گفت
"دولت خانہ معلا گفت" (۱۲۳۷ھ)

شہ کبیرای وزیر کبیر
دوبار از ہی سال سعد دو جشن
با قبال شاہی مبارک شود
بگفتہ "النی مبارک شود" (۱۲۳۸ھ)

با رب این پور وزیر اعظم
سال مولود سعیدش گفتہ
صاحب دولت و حشمت بادا
"مدوسی سال ہشرت بادا" (۱۲۳۱ھ)

(۳۶۲)

باد این پسر حضرت دستور معظم در باغ جهان گلین بی خار پیچید
تاریخ مبارک بی میلاد شریفش دل گفت "کم سرو است بگلزار پیچید"

(۱۲۳۱) .

تاریخ مولود مسعود جناب دفتر نواب احتشام الدوله بهادر دام اقباله

یا النبی به خدیجه به جناب زهرا به حق آسیه و حاجر و بهر سارا
بهر مریم به حق زینب و ام کلثوم بهر حضرات اسامان ولی و معصوم
باد عمر مدوسی سال باین مولوده بود از بهر جد امجد خود مسعوده
هردم افزون حشم و ثروت جدش باشد شکر غیب بی نصرت جدش باشد
بهر تاریخ ولادت چه گهرها مفتاح شد هویدا گهر بحر سیادت" گفتم. (۱۲۳۲)

یا النبی به حق عرش عظیم بهر رکن و مقام ابراهیم
بهر محراب مسجد اقصیٰ به عمارات جنت السماوی
این محل زیر سقف مینا رنگ باد مسعود بهر ضیفم جنگ
در آن مرجع جهان بادا آسمان همچو سائبان بادا
خام سال بنا بیانگ صریح گفت "هست این مکان عیش وزیر" (۱۲۳۳)

مدام این قصر محفوظ از حوادث چو هفت ایوان ارزق نام بادا
سعادت از مدد دیوار بارد هما را آشیان بر هام بادا
طلوع آفتاب و ماه اقبال زهر در هر سحر هر شام بادا
وزیر اعظم شاه زمین را می عیش و طرب در جام بادا
سروشی گفت تاریخ بنایش که جای عشرت و آرام بادا (۱۲۳۴)

مخالف تو شدن ای وزیر اعظم هند بود نشان ضلال و دلیل بی علی
برای جد بزرگت نبی بحکم خدا بگفت حریک حربی و مسلمک سلمی

هزار سالگره سعد باد ای نواب زکار خلق کشودی تو صد هزار گره
چو خضر عمر عزیزیت کند دراز خدا بود برشته سال تو بی شمار گره

عیسائیان اطاعت امرت بجا کنند عیسی مطیع جد تو هست ای وزیر هند
رفت سزد رواق شکوه ترا که عرش قصر رفیع جد تو هست ای وزیر هند

تاریخ چاه

(۳۶۳)

چشم فیض وزهر اعظم خلف تیغ زن بهر علم
چاه بی مثل عمارت فرمود در گنجینه بمصرف بکشد
چاه روش نما بر زمینان نه کنعانست بر چاه کنعان
آب در دلو چو رخشان گردد دلو چو سهر درخشان گردد
سال تاریخ ز هاقف بر سید "چشم زمزم ثانی گردید (۱۲۳۱ هـ)

چم تعمیر گردید قصر معلول کم زبید بر درباری آن جاملائک
بی سال تاریخ این قصر ناسخ بگو "هست قصر زیر الممالک" (۱۲۳۰ هـ)

بهر -ید اسد عالی خان باد یارب این قصر سعد بل اسعد
گفت سال بنائی آن ناسخ "هست این قصر همچو برج اسد" (۱۱۳۰ هـ)

الهی بحق اسم زسازم کم در انتظارش مسیحست حیران
شود چون خضر عمر دستور اعظم کم هر جرعه آبش بود آب حیوان
ببرج سپر وزارت همیشه بود نیر جاه و اقبال تابان
محبان او فارغ البال باشند بسر باد عمر حسودش بر زندان
شود شمس قمر او شمس آما رسد بام ایوان او تابه کیوان
چو آصف بود صاحب اسم اعظم نشاند بر خاتم نگین سلیمان
عداوت بر او داشتن کفر باشد محبت بر او داشتن باشد ایمان
بود همچو ملیل نواسم ناسخ کم در بار او هست همچو گلستان
بتاریخ یکسال پمنا فزون شد مبارک شود دعوت انگریزان

بر نواب دستور شاه زمن کلر تازه گلشن پنچن
کف جود او کوهر ایشان سحاب دل روشنی غیرت آفتاب
چو بام فلک رفعت بام اوست چو انجم هم خیل خدام اوست
گلی هست خلقتش بر هندوستان کم هندوستان شد ازو بوستان
بر باغ جهان کوسخی آن قدر بهر دست چون گل نهاد است زر
بود کتخدائی دلبند سعد بود آل اولاد فرزند سعد
زهی کتخدائی فرزند او کم چون گل بهر رو دهد خنده رو
فزون شد ز اعداد پشمنه صرف ز احصا برون گشت گنجینه صرف
نکو تختنای گل کاغذی روان در جلو هست خلد برین

(۴۶۴)

به هر پنجشنبه چنان است نور که زیست گوئیم گراشجار طور
 طلسمات آتش هم با دلیل حضور نظر گلستان خلیل
 چو شد هر ستاره بسوی فلک فزون شد کواکب بروی فلک
 شررها چو بر حسب (کذا) گل دمید دگر دود برخاست سنبل دمید
 چراغان فروزنه چون اختراش شد از نور هر راسته کهکشانشان
 بسا تختهای پری طلعتان چو اندر رکب سلیمان دوان
 هزاران چو زهره به رقص آمدند هزارون چو به ساز عشرت زدند
 سلیمان و بلقیس یکجا شدند دو گوهر به یک عقد زیبا شدند
 زحوران و غلمان رسول مجید صدای مبارک مبارک شنید

تاریخ شادی نواب سید علی خان بهادر دام اقبال

الهی عروسی سعید ابد به نواب سید علی خان بود
 چنین سال از دل زمینفک بود عروسی و شادی مبارک بود
 بگو سال تاریخ ثانی دلا هم عمر باشند در جشنها (کذا)

تاریخ تعمیر شدن کاروان سرا بحکم خداوند نعمت دام حشمتهم در شهر لکهنو

تعمیر شد بحکم وزیر شه زمن مانند باغ رونق این کاروان سرا
 چون غنچه (کذا) چو بر دم برای سال رضوان زخلد داد ندا کاروان سرا

ایضاً

دستور شه زمن بنا کرد بهر غریبا سرای عشرت
 تاریخ مبارک بنا لیش هاتف گفت "سرای عشرت" (۱۲۳۱ هـ)

ایضاً

نواب وزیر این سرای محکم از بهر مسافران بنا فرمود است
 سال تاریخ این بنای عالی دل گفت "این کاروان سرا مسعود است" (۱۲۳۱ هـ)

لله الحمد کد خدا گردید بهر سردار قدردان امشب
 همچو کوکب فروغ هر شمعست بزم گردید آسمان امشب
 بمقام نشاط رقصیدند غیرت زهره لولیان امشب
 جشن طوی پسر مبارکباد هست هردم بهر زبان امشب
 سال تاریخ سعد ناسخ گفت "اهل بیتند شادمان امشب" (۱۲۳۱ هـ)

(۲۶۵)

تاریخ دعوت پادشاه کیوانجیه شاه زمن غازیالدین حیدر فرموده بودند

چون وزیر کبیر ضیفم جنگ	حامی چتر و افسر و اورنگ
کد خدائی نورچشم نمود	کوی سبقت ز سابقان برپود
که تا این زمان به هندوستان	کتخدائی نه دیده اند چنان
بعد ازین کرد آل عمیم المن	دعوت پادشاه، شاه زمن
هر دو چون آمف و ملیمانند	در درهای جود و احسانند
سهر اقبال شان در خشان باد	خیل اعدای شان پریشان باد
سال تاریخ سعد شد تحریر	"دعوت پادشاه کرد وزیر" (۱۲۳۰هـ)

در تهنیت عید

عید مسعود به نواب مبارک باشد گل عشرت شده شاداب مبارک باشد
 تنم بر لشکر اشرار همایون باشد شد بریده سر اشرار همایون باشد
 حشمت و دولت و اقبال مبارکه بادا ثروت و شوکت و اجلال مبارک بادا
 کشور هند هم زیر تگینت بادا لشکر غیب مددگار و معیت بادا
 در کف گوهر مقصود بود ای نواب هرج خواهی هم موجود بود ای نواب
 زوافشاه دست مبارک صد وسی سال بود سیم دشتت از تور تو غر بال شود
 لکهنو از قدمت باز گلستان گردد هر گل و خار هم تابع فرمان گردد
 شاد ازین جشن شود خاطر افسرده من بشگفت بار دگر غنیمت پز مرده من
 باز بر نور شود منظر دولت پوره خلق ساینده جبین بر در دولت پوره
 نور بخش از قدمت نور فشان گردد باز نور انشان بدمت نور فشان گردد باز
 حکم و فوج و علم و کوس مبارک باشد کشت بدخواه تو منکوس مبارک باشد

تاریخ عنایت خلعت و پالکی هودج و فیل

خلعت و پالکی و هودج و فیل پادشاه داد همایون باشد
 گفت تاریخ مبارک تاسخ "هر دم اقبال تو افزون باشد" (۱۲۳۰هـ)

تاریخ شفا

وزیر اعظم دوران شفا یافت به عز و جاه و حشمت باد النها
 نوشتن سال تاریخ شفایش "سلامت با کرامت باد النها" (۱۲۳۹هـ)

تاریخ جشن رنگ باری

نواب وزیر اعظم هند زیند گوئم چو رستم هند
 فرزند کمینش کتخدا شد فرقی تم سایه خدا شد

(۳۶۶)

کلرنگ شده برنگ بازی هر رنگ بیافت سر فرازی
در بار تمام گشت کلزار در چشم عدو خلید صد خار
سال تاریخ کلک فکر تحریر نمود "رنگ عشرت" (۱۲۳۰هـ)

تاریخ باغ

دائم بود مبارک بهر وزیر اعظم با جاه روز افزون این باغ یا النبی
تاریخ این گلستان کردم طلب ز رضوان گفتا "بود همایون این باغ یا النبی"
ایضاً (۱۲۳۵هـ)

بارب این باغ مبارک باشد بهر نواب وزیر اعظم
سال تاریخ بنای این باغ گفت رضوان ارم، "باغ ارم" (۱۲۳۳هـ)

ایضاً

یا الاله الدین در باغ بهر و مرشدم غنچه به شکفته بر آرد نهال آرزو
سبز و خرم شد چو باغ پیغزان تاریخ آن هانفی "گفتا ثمر آرد نهال آرزو"
در تهنیت عید غدیر (۱۲۳۵هـ)

زهی مبارک و مسعود روز عید غدیر که یافت تخت خلافت امیر کل امیر
وزیر شاه رسل بادشاه جن و بشر امام اول شیر خدا و خیر گیر
به حق او صد و سی سال جشن فرماید خدیو کشور هندوستان وزیر کبیر
جناب معتمدالدولم حاکم باذل امیر صاحب تدبیر و صاحب شمشیر
خمیده باد به پیشش سپهر همچو کمان دل عدوی شکوهش بود نشان تیر
شود بصفحه کاغذ ز خود زر افشانی چو زر نشانی دست کرم کنم تحریر
هر آنچ در دل او بگذرد همان باشد همیشه باد به تقدیر هم عنان تدبیر
شده وجوب مودت بذات اقدس او ازین معامل معلومت مصحف و تفسیر
شود به صحن چمن گل فشان دم رفتار بود به بزم طرب در نشان دم تقریر
کسی حاد او هست خان ویران باد عدوی او کند آباد خان زنجیر
مطالب دل بر نور او بر آید زود دعای ناسخ شوریده سر کند تاثیر

سالکوه

بود برای جناب وزیر اعظم هند به عز و جاه مبارک هزار سالکوه
چو عقد های نجوم فلک به رشت عمر شود به فضل خدا به شمار سالکوه

(۳۶۷)

در تمهیت عیدالضحی

عید افصحی ست به نواب مبارک باشد ذبح شد دشمن سر تاب مبارک باشد
چون غلامان وفادار حضورت اقبال کرد تسلیم بر آداب مبارک باشد
شکر صد شکر که از آتش قهرت اکنون زهره حاسده شد آب مبارک باشد
خلعت فاخره از لطف خدا می پوشی می رسد برب احباب مبارک باشد
باد ماهی و مراتب بتو ای دریا دل شد عدو ماهی بی آب مبارک باشد
سر اعدای سه کار تو غلطید بغوی زیر شمشیر سه تاب مبارک باشد
در حرم بهر تو ای کعبه مقصود امروز آید آواز ز محراب مبارک باشد
ای گل باغ بنی شد چمن اولادت تازه و خرم و شاداب مبارک باشد
کوکب طالع سعد تو درخشید اکنون همچون خورشید جهانتاب مبارک باشد
گل اقبال خداوند وزیر اعظم زاب حیوان شده سیراب مبارک باشد
دور دور پسر ماقی کوثر ابدیست نا سجا دور می تاب مبارک باشد

نیتر جاه در خشان شود انشاءالله یک جهان تابع فرمان شود انشاءالله
بند گل تو هم عمر دوباره یابند موجزن چشم حیوان شود انشاءالله
در گلستان شکوه و حشم و اقیان جلوه فصل بهاران شود انشاءالله
حاسد کور ز خورشید جلال نواب صورت شپره پنهان شود انشاءالله
سرخ از خون مرددشت ای سبط رسول ذوالفقار شه مردان شود انشاءالله
حامی و ناصر نواب وزیر اعظم مصحف ناطق و قرآن شود انشاءالله
حالیا فوج عفاریت گریزان گردد عمل آصف دوران شود انشاءالله
دشمن جاه تو میرد به سحاب حرمان قلم جود تو جوشان شود انشاءالله
زود از ریزش سجیل چو امحاب الفیصل فوج اشار پریشان شود انشاءالله
مشکل خلق کشائی ز زبان کرم زود هر مشکل آسان شود انشاءالله
می شود جاه وقار تو ز سابق افزون دشمن از کرده پریشان شود انشاءالله
پیل بانی که عداوت چنایت دارد با به زنجیر چو پیلان شود انشاءالله
این ندا میرسد از هاتف غیبی مردم مدد شاه خراسان شود انشاءالله
ای یم جود و سحاب کرم از افضالت عالمی غرق احسان شود انشاءالله
شمس قصر رفیع تو به نور انسانی از بهر مهر دو چندان شود انشاءالله
ناسخ باد به پیمای مصائب اکنون حضور تو غزالخوان شود انشاءالله

(۳۶۸)

بود این چشن بسم الله مبارک وزیر اعظم هندوستان را
 برنگ شاخ گل هر دست پرور گلستان کرد فیض او جهان را
 زبان تیغ آن فرزند حیدر بنوشد جدم خون دشمنان را
 کند در لکهنو فرمان روائی نماید نصفت نوشیروان را
 زند بر کوس گردون چوب دستش بر افروزد نشان کهکشان را
 به میدان وسیع اوج اقبال دهد جولان سمندر آسمان را
 قلم از سینه اعدا گذارد جو بگذارد خدنگ بی امان را
 ستور نور بخش از مقش باد خجل سازد خیابانش جنان را
 بهار بوستان نور افشان نه بیند تا ابد روشنی خزان را
 صدوسی سال باشد جاه و حشمت وزیر اعظم هندوستان را

جلوس حیدر دلیل سوار است بهار است و بهار است و بهار است
 جهان از باد مشک افشان نوروز تار است و تار است و تار است
 باده ساقی شراب ارغوانی خمار است و خمار است و خمار است
 بهمدالله عروس مقصد دل دوچار است و دوچار است و دوچار است
 زخار غم دل اعدای نسل و نگار است و نگار است و نگار است
 بیاغ دهر در عهدش تهی دست چنار است و چنار است و چنار است
 به دام او همای اوج اقبال شکار است و شکار است و شکار است
 به لب های عدوی عجل سیرت خوار است و خوار است و خوار است
 به غیغ جنگ دارد هر که کنه حمار است و حمار است و حمار است
 --راهای وزیر اعظم هشد وقار است و وقار است و وقار است
 برای دشمن نواب هر گل شرار است و شرار است و شرار است
 بی امن و انسان حفظ الهی حصار است و حصار است و حصار است
 طلوع شمس اقبال است گولیل نهار است و نهار است و نهار است
 زعدایش دل اهل صفرا غبار است و غبار است و غبار است
 سر ناسخ به پانو چاکمراش نثار است و نثار است و نثار است

سی وزد باد بهلو ای میکان شد برون از گلشن عالم خزان
 باده گلرنگ در ساغر کنند همچو چشم دشمنان لب برکنند
 خار غم رفت و گل شادی شکفت مرغ خوش الحان مبارکباد گفت

(۳۶۹)

کرد خرم قلب هر برنا و پیر
آن وزیر اعظم هندوستان
کز کف همت شود گوهر نشان
زیر ظل لطف خالق جای اوست
حاسی او حیدر دلدل سوار
در دل او هر چه باشد زود باد
جان نثارانش همه شادان شوند
حشمتش از باد افزون بیشتر
یا الهی شوکتش پائنده باد
نامح محجز بیان بر آستان
هست سال مولد عالی جنب
سولد پور مهین پور وزیر
صاحب اقبال و عدل و امتنان
مجموع حاتم هر گدایش زرفشان
ما من از فضل خدا ماوای اوست
بر سر اعداش افتد ذوالفقار
در کف او گوهر مقصود باد
خدا مانش خانه آبادان شوند
بساد ثروت بیشتر از بیشتر
یا الهی بخت او فروخته باد
بانشاط و عیش باشد مدح خوان
"صبح طالع شد برآمد آفتاب" (۸۱۳۵)

ای خداوند جهان صاحب جود و انصاف
این گره سال توای عقده گشای عالم
شد ز سجیل ابابیل که مصف ماکول
بر سر اوج سپهر کرم عز و جلال
ذوالفقار اسدالله رسیده است کنون
حضرت مهدی و عیسی چو معین تو شوند
سی صد بهر قدم بوس تو انشاءالله

یا الهی به احمد و حیدر رضی
چرخ گردد به گام فیض چنگ
آب رفته بجوی بساز آید
بسعادت عطای او فی الآن
محس دشمنش محشم باد
ز نیت مسند وزارت اوست
با نیت چون پند او خلالت خویش
قسم بر دشمن محبی یابند
مدوسی سال حکمران باشد
افتاب شهبانت و اقبال
از برای شیر و هم شیر
باد اعلی مقام فیض چنگ
پرورش خلق با نیاز آید
باد سرسبز باغ هندوستان
فدایش هر که هست خرم باد
قابل حشمت و انوارت اوست
یابد اوهم دگر وزارت خویش
کعبه از مرتضی علی یابد
تا جهانست در جهان باشد
باد طالع ز اوج جاه و جلال

(۳۷۰)

هید ماه صیام باد سعید لن بر دشمنان او چو یزید
هست کمتر ز فدویان ناسخ جان نثار است و مدح خوان ناسخ

نواب فلک مرتبه خورشید ضمیر است چون روی درخشنده او رای منیر است
دستور زمن معتد الدول بهادر لاریب خدیواست و وزیر است و امیر است
تحقیق ز مرغان گلستان بنمودم در کسوت گل کرد سمند تو عبیر است
از همت والای تو گویم چه مجالم همچون عنبر بر در تو چرخ اسیر است
مرثاس مضار و غا را سر کردن در سلسل پال سمند تو اسیر است
ای تابه کجا گوهر سیراب فشانی دامن کدا از کف تو ابر مطیر است
غم نیست ز برگشتن انبای زمانه الله بهر حال تو یار و نصیر است
مخصوص تو این منصب والا ازلی هست سلطان مبین راجر پاک تو وزیر است
از بار غم قد چو کمان است خمیده لیکن هم آهم پی بدخواه تو تیر است
گر دشمن دهن نقض موافق نموده انقسمع است و علم است و بصیر است
چون حیدر کرار رسیدی بحق خوبش سمعد و مبارک تو این عید غدیر است
نواب کند تا صدوسی سال اسارت ناسخ بزبان قلم، این بانگ صریر است

به جناب مه اوج و اقبال آفتاب شرف برج جلال
داد خلاق جگر بند سعید شد ازین شور به ذبقده عید
چرخ سعید است شب شانزدهم کم شده جلوه شاه انجم
کشت چون روز عطار د مولود باد ذی علم و ادب آن محمود
صدوسی سال حیاتش باشد دم محمود صفاتش باشند
والدینش به سلامت باشند صاحب دولت و حشمت باشند
جاء نواب دو چندان بادا روی پاکش گل خندان بادا
دشمنانش هم بریاد شوند دوستانش هم آباد شوند
سال این مولد فرحت آثار گفت دل باد سعادت آثار

خداوندم خداوند جهان است وزیر اعظم شده جهان است
عدوی او رود زیر زمینی زود شب و روز آرزوی آسمان است
ترقی باد او را همچو یوسف مزید عزتش شایان شان است
همایونش عماری باد و هودج کنون پامال پیل آن پیل بان است
زهی نواب فیاض زسانم کم دشمنش همچو بحر بیکران است

(۳۷۱)

بهار آمد برائی دوستانش همیشه بهر اعدایش خزان است
 مبارک جشن نوروز همایون به اسداد امیر مومنان است
 صدوسی سال اقبال و شکوهش بفضل الله بامن و امان است
 بعون ایزدی صید مرادم بی تیر دعای من نشان است
 عروج سفلم نا اهل لاریب سر گنبد بسان کردگان است
 خداوندا ز کرد دشمن دیس سر ناسخ جدا از آستان است

عید شوال مبارک باشد جاه و اقبال مبارک باشد
 بهر نواب وزیر اعظم اوچ و اجلال مبارک باشد
 خلعت و بالکی و تیغ و سپر مع اقبال مبارک باشد
 علم و کوس همایون بادا فوج انیال مبارک باشد
 سر اعدای تو ای سیط رسول گشت پامال مبارک باشد
 بر سر پاک تو افکنند هما سایه بال مبارک باشد
 دل اعدای تو از تیر قضا گشت غربال مبارک باشد
 حشمت و ثروت و عز و شوکت جلم فی الحال مبارک باشد
 عانیت ها مع آل و اولاد صدوسی سال مبارک
 حمایت احمد مرسل گردید باهم آل مبارک باشد
 هست حکم توروان بیش از پیش زده ام فال مبارک باشد
 هست این ورد زبان ناسخ عید شوال مبارک باشد

ای خداوند نعمت عالم عید اضحی ترا همایون باد
 بهر عرفات و حج و کعبه و نحر همچو بر حلق دشمن و خون باد
 داد حق خاتم سلیمانان زیر حکم تو ربع مسکون باد
 یا الهی برغم مد عیان عمر و جاه تو روز افزون باد
 زیر بار گران مال حرام سر بد خواه همچو قارون باد
 رویت ای ابن ساقی کوثر از شراب نشاط گلگون باد
 از فروغ ستاره های جلش پیل خاص تو رشک گردون باد
 از بهار ریاض حشمت تو رنگ اعدای تو دگرگون باد
 حامی و ناصر تو در هر حال فضل و لطف خدای همچون باد

(۳۷۲)

بگفت مست چون شراب از جام خنده ها از لب تو بیرون باد
رسانند ندگان ناسخ بر در دولت هماہوں باد

چون ہڑ دہم رجب دوشنبہ شد سولد مہ لقای رضوی
تاریخ سعید سولد او دل گفت کہ ”...“ (۸۱۲۳۱)

این گل گلشن سیادت باد صاحب جاہ و حشمت و اجلاہ
دربر والدین و جدہنش خندہ رو باد تا صدوسی سال
شر آرزو دہد یا رب ہر خیابان دہر ہمچو نہال
سحر و شام ہر سرش باشد سایہ لطف ایزد متعال
سال مسعود خامہ ناسخ کرد تحریر ”ثروت و اقبال“ (۸۱۲۳۶)

وزیر ممالک نے نورزند پایا النبی رے سو برس تک سلامت
کہی اس کے سولد کی تاریخ میں نے کہ ”...“ (۸۱۲۳۲)

باد ای خداوند وزیر اعظم ابن ہرم ظفر سعد کہ بودہ مقصود
اول آن قلبستان کہ افتاد ہر دو ثانی رہ طہر متخلل ہیمود
ثالث کہ سقیم ہست و ہم خال و مضل یعنی آن جاں ہلب سقیم مزدود
گشتند ہلاک ابن ثلاث حد شکر از ضربت ذوالفقار شیر مسعود
کلک ناسخ برای سال تاریخ بنوشت کہ ”ہرم فتح باشد مسعود“ (۸۱۲۳۵)

وزیر اعظم ہندوستان ارسطو عقل بود مثاہ آصف بمنزلت یارب
بکاہور جو نزہت ز لکھنؤ فرمود کند بدولت و حشمت مراجعت یارب
در یگانہ بحر سخا و علم و کرم کشد بنظم لاکسی سلطنت یارب
وگر ز دہر کند محو رسم ظلم و ستم دہد بملک جہاں داد معدلت یارب
کمینہ بندہ خدام آن خداوندم نظر کند بمن از چشم مرحمت یارب
تباہ باد عدویش سقیم خال خصوم ہمیں کنم شب و روز از تو مسئلت یارب
برای سال سعید معاودت ناسخ نوشت ”باد بمعزت معاودت یارب“ (۸۱۲۳۶)

ای خداوند وزیر اعظم گلستان امام عالم
ہاروت حیدر صغدر باشد کا مکار تو ہیمبر باشد
صاحب عصر معینت ہادا اسم اعظم ہر نکبت ہادا

(۳۷۳)

تا بهت عالم امکان باشد هر چه خواهد دل تو آن باشد
 ذوالفقار سر اعدای تو باد تاج بر فرق احبای تو باد
 دشمن دشمن محبوب خداست از تنش سر جو ابوجهل جداست
 بتکلم باد مبارک با رب با شدت عود یکایک با رب
 لکنه از تو شود باز چمن این زستان گذرانی بوطن
 دولت و قدر تو پائینه بود چاه و اقبال ترا بنده بود
 کر ز حکم تو کسی سرتابد دست او شیر خدا بر تابد
 هست مدحت یزبان ناسخ باد قربان تو جان ناسخ

تاریخ ملاقات گورنر به کانپور

با حشمت و اقبال خداوند مظفر فرمود ملاقات بنواب گورنر
 با هم چون نشسته دو سردار معظم بودند یک برج دو خورشید منور
 این ظاهر حال است که معروض نمودم اکنون کنم از باطن این راز محرر
 از چرخ چهارم بگذشت است مسیحا تصویر علی هست سر عرش معتور
 عیسی چو مشرف شود از بیعت مهدی مهدی شرف اندوز شد از بیعت حیدر
 با شیر خدا معتد الدوله بهادر بر لشکر روباه عدو باد مظفر
 این روی زمینی زود بود زیر نگینش فرمان بودش همچو سلیمان و سکندر

الهی بفضل تو شاه زمن کند عیش ها دائم از سلطنت
 بگو سال جشن جلوسش دلا "مبارک شود کم کز سلطنت" (۱۲۳۳هـ)

چون جناب خدیو شاه زمن کرد پیدا دگر سفینه نوح
 بعد چندین هزار سال شده زیب دریا دگر سفینه نوح
 چشم هر کس که افتاد بگفت شد مسیحا دگر سفینه نوح
 بهر الزام منکران گردید لهج یسا دگر سفینه نوح
 سال تاریخ آن بگو ناسخ "گشت زیبا دگر سفینه نوح" (۱۲۳۳هـ)

ای بادشاه غازی ای تاجدار عادل حکم تو کرد تعمیر موتی محل مبارک
 از روی بیانات وهم زیر سال تاریخ ناسخ نمود تحریر "موتی محل مبارک"

(۳۷۳)

بحکم حضرت ظل النبی بنا کردید قصر بادشاهی
سروش غیب تاریخش یکایک بگفتا "قصری مثل و مبارک" (۵۱۳۳۱)

از وفات جناب شاه زمن
دهر گردید بهر ما دوزخ
دیده ها گشت در غمش پر خون
گشت هر خار دامن عشرت
گشت تاریخ مصرع سعدی
"ای بسا آرزو که خاک شده" (۵۱۳۳۲)

بادشاه کریم شاه زمن
بخت و هشتم ربیع اول بود
شب شنبه وفات یافت درین
اندرین غم زدل همی آید
روز فقدان آمد الدوله
در درهای سلطنت افسوس
کرد فرمانروائی روی زمین
نیز برج جود و او بیلا
به غمت زرد شد رخ چون زر
می طیم همچو مرغ قبل نما
آه و حسرتاه و او بیلا
شارع شرع مصطفی هیات
گشت تاریخ این مصیبت عام
"وای نوشه روان عدالت حیف" (۵۱۳۳۳)

ازین دار فنا شاه زمن رفت
دلا از بهر تاریخ و فاش
زمانه منصرف شد وای ویلا
بگو "منخسف شد وای ویلا" (۵۱۳۳۴)

ظل الله شاه زمن زین جهان گذشت
آن گل ازین چمن جو بسیر بهشت رفت
بر سر چسان نه خاک فشانم که شد بی خاک
شاهی که بود راست برو خلعت شاهی
ناسیه نوشت مصرع سال وفات او
"مد حیف حیف شاه زمن و مصیبتا" (۵۱۳۳۵)

(۳۷۵)

زہنت تخت و تاج شاہ زمن تکیم زد ہر سریر خلد ہرین
سال تاریخ عیسوی ناسخ کرد تحریر ”وای تخت نشین“ (۱۸۲۷ء)

حضرت شاہ زمن ظل اللہ زین جہاں ماہ سوم شدہای حیف
شد بقول بعض تاریخ وفات ”وای جمع بست و ہفتم وای حیف“ (۱۲۳۳ھ)

چو شاہ زمن زین جہاں کرد رحلت چو ناسخ بگریند و نالند مردم
ہی سال تاریخ این حزن ای دل بگو ”حیف ماہ سوم بست و ہفتم“ (۱۲۳۳ھ)

شد بست و ہشتم ربیع الاول زین دار کھن سوی جنان شاہ زمن
تاریخ وفات آن جناب مغفور ”رفتاری وای ازین جہاں شاہ زمن“ (۱۲۳۳ھ)

رفت آہ ظل سبحان سوی ریاض وشواں گوید تمام عالم مد حیف ظل سبحان
بہر ستین قوت آن ہاد شاہ عادل ناسخ رقم نمودم ”مد حیف ظل سبحان“۔ ۱
(۱۲۳۳ھ)



۱۔ قطعات مذکورہ بالا غازی الدین حیدر سے تعلق رکھتے ہیں۔ غازی الدین حیدر کی وفات

۱۲۳۳ھ میں ہوئی تھی۔